www.naqshbandiaowaisiah.com

# المرشد

ماھنامہ

جون

2006ء

قد افلح من تزكى وذكر اسم ربه فصلى

القرآن الکریم

ترجمہ

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

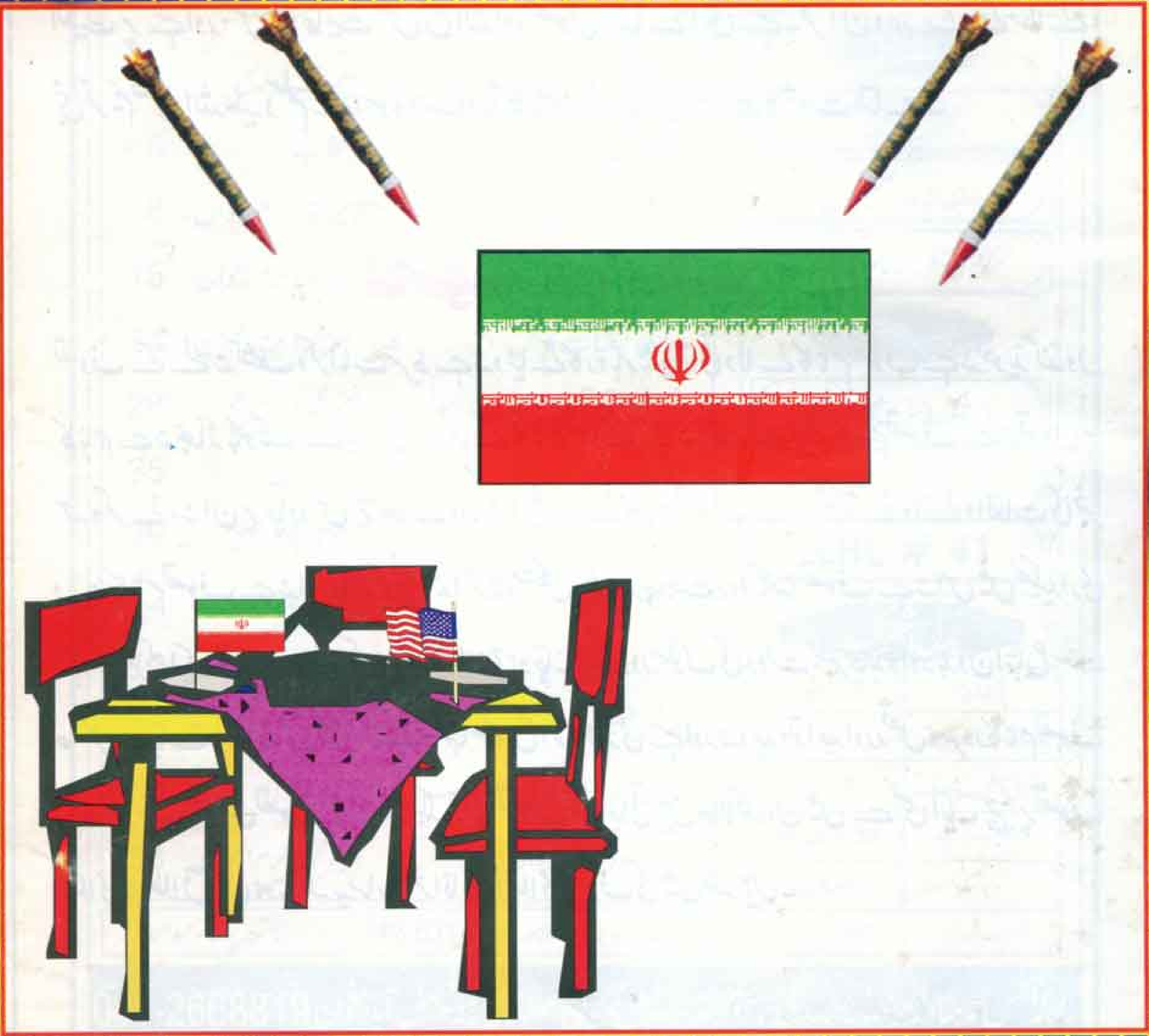

## ایران کے ایٹمی مسئلے کا حل......جنگ نہیں....مذاکرات!

www.naqshbandiaowaisiah.com


# ماہنامہ المرشد

بانی: حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست: حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ، شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

جون 2006 ربیع الثانی / جمادی الاول

جلد نمبر 27 | شمارہ نمبر 11

**مدیر**

چوہدری محمد اسلم

جوائنٹ ایڈیٹر: ضمیر حیدر

سرکولیشن منیجر: رانا جاوید احمد

کمپوزر ڈیزائننگ اینڈ لے آؤٹ

رانا شوکت حیات، محمد ندیم اختر

قیمت فی شمارہ 25 روپے

LRL # 41


**بدل اشتراک**

| | |
|---|---|
| پاکستان | 250 روپے سالانہ |
| بھارت / سری لنکا / بنگلہ دیش | |
| مشرق وسطیٰ کے ممالک | 100 ریال |
| برطانیہ۔ یورپ | 35 اسٹرلنگ پاؤنڈ |
| امریکہ | 60 امریکن ڈالر |
| فار ایسٹ اور افریقہ | 60 امریکی ڈالر |

## فہرست


| | | |
|---|---|---|
| اداریہ | محمد اسلم | 3 |
| کلامِ شیخ | سیماب اویسی | 4 |
| اقوالِ شیخ | انتخاب | 5 |
| انسان خسارے میں ہے | امیر محمد اکرم اعوان | 6 |
| اکرم التفاسیر | امیر محمد اکرم اعوان | 15 |
| دماغی کیفیات کا حل | امیر محمد اکرم اعوان | 24 |
| انسانی حقوق اور معرفت رسولؐ | امیر محمد اکرم اعوان | 28 |
| ذمہ دار کون......؟ | اُمِ فاران | 35 |
| مقامِ عشق | جاوید چودہری | 39 |
| ارشاداتِ اکابر | اعجاز احمد بخاری | 42 |
| ''حیاتِ طیبہ'' پر تبصرہ | عبدالوحید | 44 |
| طب وصحت | آصف محمود | 45 |
| حیاتِ طیبہ (سلسلہ وار) | ابوالاحمدین | 50 |
| غبارِ راہ (سلسلہ وار) | امیر محمد اکرم اعوان | 53 |



انتخاب جدید پریس۔ لاہور 042-6314365 ناشر۔ پروفیسر عبدالرزاق



رابطہ آفس = ماہنامہ المرشد اے۔ ٹی۔ ایم بلڈنگ پل کوریاں، سمندری روڈ فیصل آباد فون 041-2668819

موبائل 0301-6045981 Web Site: WWW.alikhwan.org.pk E-Mail:info@alikhwan.org.pk

سرکولیشن آفس = ماہنامہ المرشد اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور فون 042-5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com



"قرآن حکیم کو اس نیت سے پڑھو کہ میرا پروردگار مجھ سے باتیں کر رہا ہے"۔

## اچھوتے انداز اور منفرد طرز تحریر کی حامل

# تفسیر قرآن حکیم اسرار التنزیل سے اقتباس

## ایمان و اسلام کیا الگ شے ہیں؟

اسلام اور ایمان اصطلاح شریعت میں ایک ہی شے ہے کہ اسلام سے مراد تسلیم کر کے تصدیق قلبی تک یعنی اعمال میں اتباع سے شروع ہو کر تصدیق قلبی تک جانا مراد ہے جبکہ ایمان میں تصدیق قلبی حاصل کر کے اتباع اختیار کرنا ہے دونوں ایک ہی شے ہیں مگر لغت کے اعتبار سے معانی الگ ہیں جیسے منافقین بظاہر اطاعت کرتے تھے دل میں ایمان نہ تھا مسلمان تو کہلاتے تھے مگر علم الٰہی میں مومن نہ تھے اور مومن کون لوگ ہیں ان کی صفات یہ ہیں کہ انہوں نے جب اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان قبول کر لیا تو زندگی بھر کبھی اس میں شک نہیں کیا بلکہ ہمیشہ کے لئے اس پر جم گئے اور اپنی جان کو اپنا سمجھا نہ مال کو اپنا جانا بلکہ جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ایسے لوگ کھرے ہیں اپنے ایمان میں مگر تم کہ فائدہ اٹھانے کے لئے اطاعت کا دعویٰ رکھتے اور اللہ کی راہ میں کچھ دینے کے لئے تیار نہیں نہ جہاد کا نام لینے کے لئے تیار ہو اپنے دعوے میں کھرے نہیں ہو۔ یہ کیسا دین ہے جو تم اللہ کریم کو بتانا چاہ رہے ہو کہ ہم بڑے پارسا ہیں کہ ایسا دین اس نے تو نہیں اتارا اور تم کوئی نئی بات بتانے کی دوسری گستاخی نہ کرو کہ اللہ آسمانوں اور زمین کی سب باتوں کو جانتا ہے اور وہ ہر شے سے باخبر ہے یہ بے وقوف گویا اپنے مسلمان ہونے کا آپ ؐ پر احسان دھرتے ہیں۔ آپ ﷺ فرما دیجئے کہ مجھ پہ احسان نہ کرو کہ تمہارے مسلمان ہونے سے تمہارا فائدہ ہے اور اگر نہ ہو گے تو خود تباہ ہو جاؤ گے بلکہ اگر تم اپنے دعوے اسلام میں سچے ہو اور تم نے دل سے ایمان قبول کر لیا ہے تو یہ تم پر اللہ کا احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور یاد رکھو اللہ آسمانوں اور زمینوں کی سب پوشیدہ باتیں جانتا ہے لہذا جو تمہارے دل میں ہے وہ اللہ کریم کو خوب خبر ہے اور جو تم عمل کرتے ہو اسے بھی اللہ دیکھ رہا ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

# اداریہ

ایران کے صدر احمدی نژاد نے اپنے ملک کے پرامن ایٹمی پروگرام کے حوالے سے جو موقف اختیار کیا ہے اس سے امریکہ اور ایران کے درمیان ایک سرد جنگ شروع ہو چکی ہے۔ اصل صورت حال یہ ہے کہ ایران نے 'عالمی ایٹمی توانائی کمیشن' کے ساتھ ایک معاہدے پر دستخط کئے تھے جس کو بنیاد بنا کر امریکہ اور دیگر مغربی قوتیں ایران پر مسلسل دباؤ بڑھا رہی ہیں کہ وہ یورینیم پر افزودگی بند کر دے' دوسری طرف ایران کا موقف یہ ہے کہ "یورینیم کی افزودگی سے اس کا مقصد ایٹمی ہتھیار تیار کرنا نہیں بلکہ وہ اُسے پرامن مقاصد کے لئے استعمال کرنا چاہتا ہے' یہ اُس کا حق ہے اور وہ کسی بھی صورت اپنے اس حق سے دستبردار نہیں ہوگا"۔ عالمی امن کے ٹھیکیدار ایران کے اس اصولی موقف کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ وہ دنیا کو باور کرا رہے ہیں کہ ایران یورینیم کی افزودگی کے بعد ایٹمی ہتھیار تیار کر کے دنیا کے لئے خطرہ ثابت ہو سکتا ہے۔

پاکستان نے ایران کے مسئلہ پر وہی موقف اختیار کیا ہے جو اس سے قبل عراق کے مسئلہ پر اختیار کر چکا ہے کہ "ہم ایران پر کسی بھی طرح کی جارحیت کے حق میں نہیں اور اس مسئلہ کو مذاکرات کے ذریعے حل کرنے کے خواہاں ہیں"۔

عالمی حالات و واقعات کے تناظر میں اس صورت حال کو ذرا گہرائی میں جا کر دیکھا جائے تو بہت سی گرہیں خود بخود کھلتی چلی جاتی ہیں ایران کے صدر احمدی نژاد عین جمہوری طریقے سے عوام کی بھاری اکثریت کی حمایت سے ایران کے صدر منتخب ہوئے ہیں جو اسلامی دنیا میں اپنی نوعیت کی منفرد مثال ہے۔ ایٹمی توانائی کے حالیہ مسئلہ پر ایران کے صدر نے جو اصولی موقف اختیار کیا ہے اُسے ایرانی عوام کی مکمل تائید اور حمایت حاصل ہے۔ ایرانی صدر کا یہ موقف بھی انتہائی جاندار ہے کہ مغرب نے ٹنوں کے حساب سے ایٹمی اسلحہ جمع کر رکھا ہے تو ایران کو پرامن ایٹمی پروگرام سے کیوں روکا جا رہا ہے۔ ایرانی صدر کے جرأتمندانہ اقدام اور بے باک لہجے نے نہ صرف ایرانی عوام میں ایک نئی روح پھونک دی ہے بلکہ تمام امریکہ مخالف قوتوں کو بھی تقویت بخشی ہے۔ ایرانی حکومت اور عوام کے ردعمل سے امریکی حکومت بوکھلاہٹ کا شکار ہوگئی ہے اور ایران کو سنگین نتائج کی دھمکیاں دینا شروع کر دی ہیں تاہم امید ہے امریکہ' ایران پر حملہ کرنے کی غلطی کبھی نہیں کرے گا کیونکہ اُسے وہی خمیازہ بھگتنا پڑے گا جو عراق میں بھگت رہا ہے۔ علاوہ ازیں تیل کی قیمتیں 70 ڈالر سے 100 ڈالر فی بیرل تک جا پہنچیں گے جس سے امریکہ سمیت پوری عالمی معیشت پر سنگین اثرات مرتب ہوں گے۔ ان حالات میں امریکہ کو چاہئے کہ اربوں ڈالر جنگ پر خرچ کرنے کی بجائے عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کرے اور ایران کے ایٹمی مسئلے کو انا کا مسئلہ بنا کر ایک نئی جنگ شروع کرنے کی بجائے مذاکرات کا راستہ اختیار کرے۔

Hu— ol
Qasu

www.naqshbandiaowaisiah.com

# کلامِ شیخ

## سیماب اویسی

امیر محمد اکرم اعوان' سیماب اویسی کے قلمی نام سے شاعری کرتے ہیں۔ آپ کے کلام کے مندرجہ ذیل مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

گردِ سفر — نشانِ منزل

کونسی ایسی بات ہوئی ہے — سوچ سمندر

متاعِ فقیر — آس جزیرہ — دیدہ تر

آپ کی شاعری کیا ہے؟

فرماتے ہیں۔

"میری شاعری میری کیفیات اور میرے جذبات کے اظہار کے علاوہ کچھ نہیں۔ یہ اشعار کیسے ہیں؟ ان کا معیار کیا ہے بلکہ یوں کہئے کہ یہ اشعار ہیں یا نہیں' اس کی مجھے خبر نہیں' اس لئے کہ میں نے یہ فن سیکھا ہے اور نہ اس کے اسرار و رموز۔ میں نے بہت سکھایا کم' سب کچھ محض اپنے عظیم شیخ کی توجہ اور نگاہ کا حاصل ہے۔

اگر ان اشعار میں واقعی کوئی کمال نظر آئے تو یہ اللہ کی عطا اور شیخ المکرم کا فیض نظر ہے اور اس کے سارے سقم کی ذمہ داری میری کمزوریوں کا نتیجہ ہے۔

اللہ کرے میں جو چاہتا ہوں وہ کہہ سکا ہوں اور جو کہہ گیا ہوں وہ کسی کی سمجھ میں آ سکے تو میں نے اپنا مقصد حاصل کر لیا کہ بندہ صرف بات پہنچا سکتا ہے باقی سب توفیقیں اللہ کو ہیں۔"

## نعت

آئے تھے بہر حاضری آقا کی آ کے چلدیئے
اپنے دکھوں کی داستاں ساری سنا کے چلدیئے

جاں کی تپش کے واسطے درماں کی شبنم ڈھونڈ ھ لی
دل میں تھے جتنے زخم مولا کو دکھا کے چلدیئے

جو قصہ کہا مولا سے ارض قدس کے آلام کا
کابل پہ جو گزری ہے وہ دکھڑا سنا کے چلدیئے

جو خون مسلم بہہ رہا ہے وادی کشمیر میں
دل تھام کر یہ داستان غم سنا کے چلدیئے

کہتے ہیں بعد مرگ بھی دامن نہ چھوڑیں آپکا
رسوا و قتل بھی ہوئے' گھر بھی لٹا کے چل دیئے

الفاظ بے مایہ بہت جذبات کا کیا ساتھ دیں
سیماب ہم آنکھوں سے کچھ موتی لٹا کر چلدیئے

(جدہ سے اسلام آباد جاتے ہوئے)

www.naqshbandiaowaisiah.com

# اقوالِ شیخ

1- تاریخ عالم میں کوئی نبی علیہ السلام گوشہ نشین نہیں ملتا اگر کوئی نبی گوشہ نشین نہیں ہوا تو گوشہ نشینی نیکی کیسے ہوگئی۔

2- تحقیق کی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ صرف وہ ولی اللہ جنگلوں میں گئے جن کے لئے شہروں میں رہنا حکمرانوں نے مشکل کر دیا تھا اور جنہیں جبراً شہروں سے نکال دیا گیا۔

3- جس طرح اندھیرے میں چیزیں سجھائی نہیں دیتیں اسی طرح جب دل میں تاریکی آتی ہے تو حقوق کا احترام ختم ہو جاتا ہے۔

4- زمانے میں تبدیلیاں بڑا وقت چاہتی ہیں اور زمانہ کروٹ لینے میں صدیاں لگا دیتا ہے۔

5- عقیدہ اسلام میں داخلے کا دروازہ ہے اور عبادات اپنے آپ کو اس دروازے کے اندر رکھنے کا سبب ہیں

6- عبادات اللہ اور بندے کے درمیان رشتہ ہیں اور جب اللہ سے رشتہ استوار ہو جائے تو اللہ کی زمین پر اللہ کی اطاعت کرنے کی توفیق ہو جاتی ہے۔

7- اسلام کسی فرد کو اقتدار میں لانے کا نام نہیں ہے۔ اسلام تو اللہ کی حاکمیت قائم کرنے کا نام ہے۔

8- اسلام کہتا ہے کہ اس زمین پر بسنے والی اللہ کی ساری مخلوق کو اللہ کے پیدا کردہ وسائل سے حصہ دیا جائے۔

9- اس دور کی سب سے بڑی بدنصیبی یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے باوجود ہم اسلام کی تعبیر میں دھوکا کھا رہے ہیں۔

10- اگر اللہ اور بندے کا ایسا تعلق بن جائے کہ کوئی بھی کام کرنے سے پہلے بندہ یہ سوچنے لگے کہ کہیں یہ کام اللہ کی پسند کے خلاف نہ ہو اسے تقویٰ کہتے ہیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com



# "قسم ہے زمانے کی! انسان خسارے میں ہے"

آج ہم تقریریں بھی کرتے ہیں، کتابیں بھی چھاپتے ہیں ہر اخبار میں بھی دین کا موضوع ہوتا ہے، علماء بھی سارا سال سرگرداں رہتے ہیں، جلسے ہوتے ہیں، تبلیغی جماعت بن گئی ہے جو اس پیغام کو لے کر زمین پر سرگرداں رہتی ہے لیکن نتیجہ اور حاصل کیا ہے؟

دنیا عالم اسباب ہے ترکِ اسباب کر کے دعا کرنا یہ صحیح نہیں ہے، سبب اختیار کرو اور جتنا ہو سکتا ہے اتنی محنت کرو، جو کر سکتے ہو اختیار کرو پھر دعا کرو کہ اے اللہ پاک! جو کچھ مجھ سے ہو سکتا ہے، جو میرے بس میں تھا وہ میں نے کر دیا، دعا کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی بھرپور کوشش کے ساتھ دعا کریں۔

20-7-2005 کو دارالعرفان منارہ میں

## امیر المکرم مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی کا فکر انگیز خطاب

الحمد للّٰہ رب العٰلمین. والصلوۃ والسلام علی حبیبہٖ محمدٍ والہٖ واصحابہٖ اجمعین.

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰنِ الرجیمo

بسم اللّٰہ الرحمٰنِ الرحیمo

والعصرِo ان الانسان لفی خسرٍo الا الذین امنو وعملو الصلحٰتِ وتواصوا بالحقِ وتواصوا بالصبرِo

اللھم سبحنک لاعلملنا الا ماعلمتنا انک انت العلیم الحکیمo

رب اشرح لی صدریo ویسرلی امریo واحلل عقدۃً من السانیo یفقھوا قولیo رب زدنی علماًo

مولایٰ صل وسلم دائماً ابداً

علی حبیبک من زانت بہ العصُروا

اس مختصری سورۃ کریم میں اللہ کریم نے انسانی زندگی کا پورا نصاب ارشاد فرما دیا ہے۔ قرآن حکیم کا اعجاز یہ ہے کہ اس کی ہر آیت انسانی زندگی کا پورا نصاب بیان کر رہی ہے۔ یہ تو اللہ کریم کا احسان ہے کہ اُس نے اتنی زیادہ آیات نازل فرمائیں۔ چونکہ قرآن حکیم رب جلیل کا ذاتی کلام ہے اور صفت ہے اللہ کی لہذا یہ ازلی وابدی ہے۔ اُس کی جس طرح ذات قدیم ہے ازلی وابدی ہے اُسی طرح اُس کی صفات بھی قدیم ہیں ازلی وابدی ہیں۔ اور کلام میں متکلم کا پرتو ہوتا ہے۔ آپ جس کی بھی بات سنتے ہیں اُس کی ذات کا اثر اُس کلام میں اُس بات میں ہوتا ہے اور مسلسل سُنی جائے تو بندہ اُس رنگ میں رنگ جاتا ہے۔ آپ کسی کو کسی شعبے کے لوگوں میں بٹھانا شروع کرا دیں وہ اُن کی باتیں سنتا رہے

www.naqshbandiaowaisiah.com



ایک طرح اُنہی جیسا ہو جائے گا۔ نیکوں کے پاس بٹھا دیں نیک ہو جائے گا' بدوں کے پاس بٹھا دیں بد ہو جائے گا۔ کلام میں متکلم کی ذات کا ایک عکس ہوتا ہے پرتو ہوتا ہے ایک کیفیت ہوتی ہے اور وہ اپنا اثر چھوڑتی جاتی ہے۔

کلام باری میں بھی اُس کی ذات کا پرتو جمال ہے۔ اب اگر اُس نے ساڑھے چھ ہزار سے زائد آیات نازل فرمائیں تو یہ اُس کا احسان ہے کہ اتنے کلام سے اپنی مخلوق کو نوازا اور جو خوش نصیب اُس کی تکرار کرتا رہے اُسے پڑھتا رہے اُس پر اُس مسلسل پڑھنے سے سننے سے ایک کیفیت پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے' اللہ کے جمال کی ایک کیفیت دل میں اُترنے لگتی ہے جو بالآخر بندے کو محبت الٰہی عطا کرتی ہے' اللہ کی طلب عطا کر دیتی ہے اور وہ اللہ کا قرب عطا کرتی ہے۔

ورنہ تو جہاں سے قرآن کریم کو کھولیں وہ زندگی کا نصاب دے دیتا ہے۔ یہ چھوٹی سی سورت کریمہ ہے' فرمایا زمانہ گواہ ہے۔

**والعصر**۔ زمانے کی قسم۔ اللہ کریم کو قسم کھانے کی ضرورت نہیں ہے اُس کا ارشاد فرما دینا لاکھوں قسموں سے زیادہ سچ اور حق ہے۔ قسم جو کھائی جاتی ہے وہ اس بات پہ کھائی جاتی ہے کہ جس کی قسم کھائی جا رہی ہے وہ گواہ ہوتا ہے اُس بات کا۔ اس لئے حدیث شریف میں ہے اللہ کے سوا کسی کی قسم نہیں کھانی چاہئے اگر ضرورت پڑے اپنی بات پر صداقت کی یا دلیل دینے کی یا اُس میں وزن پیدا کرنے کی اور قسم کھانے کی ضرورت پڑے تو صرف اللہ ایک ذات ہے جس کی قسم کھائی جا سکتی ہے اور جو ہر چیز پہ گواہ اور شاہد عادل ہے ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔ اللہ کے علاوہ کسی کی قسم کھانا درست نہیں ہے۔ یہ جو رواج ہو گیا ہے کہ مجھے بیٹے کی قسم بیوی کے سر کی قسم' بھائی کی قسم یہ ساری ہی خرافات ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے بلکہ گناہ ہے بیٹا کس بات پہ شاہد ہے بیوی کا سر کس بات کا گواہ ہے! تو قاعدہ یہ ہے کہ قسم اگر ضرورت پڑے اور سچا ہو بندہ اور سچائی پر کھائی جائے تو پھر اللہ کی کھائی جائے۔ تو قسم جس کی کھائی جاتی ہے وہ گواہ ہوتا ہے۔ اللہ کریم کو اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

اُس نے ارشاد فرمایا کہ زمانے کے حالات کو دیکھو۔ زمانے کی تاریخ کو دیکھو واقعات کو دیکھو تو تمہیں سمجھ آ جائے گی کہ زمانہ اس بات پر گواہ ہے کہ یقیناً انسان خسارے میں ہے۔ ہر لمحہ اُس کی فرصت کا کم ہو رہا ہے' اُس کی زندگی گھٹ رہی ہے' ہر لمحہ وہ موت سے قریب ہو رہا ہے۔ جتنی دولت اکٹھی کرے' جتنے اختیارات اُسے مل جائیں' جتنا بڑا آدمی بن جائے اُس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اُسے ہر چیز سے دور کرتا جا رہا ہے اور آخر وہ گھڑی آ جائے گی جب اُس کا کچھ بھی نہیں ہوگا۔ مالی اعتبار سے دیکھیں تو نقصان میں جا رہا ہے یہ اُس وقت کے قریب جا رہا ہے جب اُس کے پاس اربوں کروڑوں کی دولت ہے وہ بھی چھن جائے گی۔ وجود کے اعتبار سے دیکھیں تو کوئی نہ کوئی کمی روزانہ واقع ہو رہی ہے جوں جوں عمر بڑھتی جا رہی ہے قواء گھٹتے جا رہے ہیں تو کسی شعبے سے بھی انسانی زندگی کو آپ دیکھیں تو فرمایا زمانہ گواہ ہے۔ زمانے کی قسم یہ زمانہ گواہ ہے۔

حالات دیکھیں تاریخ پڑھیں یہاں برصغیر میں دیکھیں اُن لوگوں کی قبریں موجود ہیں جنہوں نے برصغیر پر حکمرانی کی اور جن کی اجازت کے بغیر پرندہ پر نہیں مار سکتا تھا۔ آج بچے بیٹھے اُن کی قبروں پر پکنک منا رہے ہوتے ہیں۔ آج نہ کوئی حاجب ہے نہ دربان نہ کوئی کسی کو روکنے والا نہ کوئی خاموش کرانے والا بڑے بڑے محلات اور قلعے ان کی عظمت کے گواہ کھڑے ہیں لیکن وہ خود کیا ہیں۔ مشتِ غبار بن گئے' کہاں گئی وہ

سلطنت وہ شان وشوکت وہ امارت وہ دولت وہ عظمت وہ فوجیں وہ لشکر وہ حاجب وہ دربان ۔تو زمانہ یہ بتاتا ہے' زمانہ اس بات پہ گواہ ہے کہ انسان یقیناً لحہ بہ لحہ نقصان میں جا رہا ہے۔کوئی ایسا خوش نصیب بھی ہے جو نقصان میں نہ ہو؟ فرمایا بے شک وہ لوگ نقصان میں نہیں ہیں جنہیں نورِ ایمان نصیب ہو جاتا ہے۔جن کا اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے رشتہ الفت استوار ہو جاتا ہے وہ نقصان میں اس لئے نہیں ہیں کہ دنیا کی طرف سے زندگی کا مال ودولت کا وجود کا نقصان تو ہو رہا ہے لیکن دوسری طرف اُس سے اعلیٰ زندگی جو ابدی اور دائمی ہے اُس کی تعمیر ہو رہی ہے۔لہذا وہ نقصان میں نہیں ہیں بلکہ وہ زندگی کو زندگی کے مقصد پر خرچ کر رہے ہیں۔

دو آدمیوں کے پاس سرمایہ ہے ایک کا چور لے جاتے ہیں اور دوسرا اُس سرمائے سے کوئی اور چیز خرید لیتا ہے تو سرمایہ تو دونوں کے پاس نہ رہا لیکن نقصان میں وہی ہے جس کا چور لے گیا۔جس نے اپنے سرمائے سے کوئی اچھی چیز خرید لی وہ زیادہ منافع بخش ہے تو وہ تو نقصان میں نہ رہا۔زندگی ایک سرمایہ ہے جو ضائع کر رہا ہے وہ نقصان میں ہے لیکن جسے نورِ ایمان نصیب ہو گیا۔

**الا الذین امنو وعملوا الصلحت** ۔ جہاں بھی تذکرہ ایمان کا آئے گا ساتھ عمل صالح کی بات آئے گی ۔اس لئے کہ ایمان ایک دعویٰ ہے اُس پہ گواہ ہے عمل اور بغیر گواہ کے کسی دعوے کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی 'تو عمل گواہ ہے اگر بندہ کہتا ہے میں اللہ اور اللہ کے رسولؐ پہ ایمان لایا تو جب وہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہے تو اُس کا یہ عمل اس بات کا گواہ بن جاتا ہے کہ واقعی یہ ایمان لایا اور کہتا ہے میں ایمان لایا اور اطاعت نہیں کرتا۔

**سمعنا وعصینا** ۔ یہودیوں کی بات کرتے ہوئے اللہ کریم ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ دعویٰ تو کرتے تھے لیکن اُن کے عمل یہ بتاتے تھے کہ **سمعنا وعصینا** ۔ سن تو لیا لیکن نافرمانی کرتے تھے۔مان نہیں رہے' عملاً نہیں مان رہے' زبانی مانا' عملاً نہیں مان رہے جس پر اُن پر عذاب آئے۔

تو ایمان کا تقاضا ہے کہ عمل صالح ہو۔اب ایک عجیب بات یہ ہے کہ بندہ جو بھی کرتا ہے بڑا سوچ سمجھ کے اور اُسے اچھا سمجھ کے کرتا ہے۔ کوشش کرتا ہے کہ جو میں کر رہا ہوں یہ بہت اچھا ہے۔آپ کسی قاتل کسی ڈاکو سے پوچھیں تو اُس کے پاس بھی اُس کا جواز ہوتا ہے۔وہ کہتا ہے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں یہی کرنا چاہئے تو پھر صالح کی تعین کیسے ہوگی؟ جب ہر بندہ اپنی طرف سے اپنی بہتری کے لئے یا اچھا سمجھ کر کرتا ہے تو سارے ہی اچھا کرتے ہیں تو پھر اچھا کون ہوگا؟ اچھائی کا معیار کیا ہوگا؟ اچھائی کا معیار ہے رسول اللہ ﷺ ۔جو آپ ﷺ نے کیا وہ اچھا ہے' جسے آپ ﷺ نے کرنے کا حکم دیا وہ اچھا ہے' جو عمل آپ ﷺ کے سامنے ہوا اور آپ ﷺ نے قبول فرمایا وہ اچھا ہے' جس عمل کا تذکرہ حضور ﷺ کے سامنے ہوا۔حضور ﷺ نے اُسے رد نہیں فرمایا وہ اچھا ہے۔یہ چار دلیلیں ہیں سنت کی۔حضور اکرم ﷺ کا عمل' سنت رسول اللہ ﷺ ۔آپ ﷺ کے سامنے کسی نے عمل کیا اور حضور ﷺ نے اُسے ناپسند نہیں فرمایا وہ سنت ہو گیا۔آپ ﷺ نے کرنے کا حکم دیا یہ سنت ہے۔کسی نے آپ ﷺ سے کوئی کام کرنے کی اجازت لی اور آپ ﷺ نے عطا فرما دی وہ کام کرنا سنت ہے۔یہ چار طریقے ہیں جن سے سنت ثابت ہے اور پھر تعامل خلفا[illegible]اشدین یہ بھی سنت ہے۔فرمایا۔

**علیکم بسنتی وب[illegible]اشدین المهدین** ۔ اوکما قال رسول اللہ ﷺ ۔کہ میری سنت تم پر لازم ہے اور میرے خلفائے

www.naqshbandiaowaisiah.com



راشدین کی سنت تم پر لازم ہے یہ بڑی عجیب بات ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے سوا کسی غیر نبی کا عمل بھی سنت بن جائے! یہ کیسے ممکن ہے؟ اسے کہتے ہیں "فنافی الرسول ﷺ" خلفائے راشدین کا عمل یوں سنت ہے اسی لئے کہ وہ حقیقتاً فنافی الرسول ﷺ تھے۔ جو عمل وہ کرتے تھے' وہ عمل ہوتا تھا جو حضور ﷺ کو پسند تھا اُن کی اپنی ذاتی رائے باقی نہیں تھی۔ وہ اپنی پسند سے اپنی خوشی سے نہیں کرتے تھے بلکہ اُن کی پسند رسول اللہ ﷺ کی پسند تھی۔ اور اُن کے فنافی الرسول ﷺ ہونے کی تصدیق فرمادی نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے کہ خلفائے راشدین کا عمل بھی سنت ہے اس لئے کہ انہوں نے یا حضور ﷺ کا حکم سنا ہوگا یا حضور ﷺ کو کرتے دیکھا ہوگا یا حضور ﷺ کی پسند کو جانتے ہیں۔ وہ وہی کام کریں گے جو محمد رسول اللہ ﷺ کو پسند ہے۔ اس لئے غیر نبی کی سنت نہیں ہوتی اور خلفائے راشدین نبی تو نہیں ہیں غیر نبی ہیں اُن کے عمل کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی سنت قرار دیا اس لئے کہ اُن کی اپنی ذات کی نفی ہو چکی تھی اور وہ تھے حقیقتاً فنافی الرسول ﷺ۔ جو کام بھی زندگی میں انہوں نے کیا اپنی پسند سے نہیں کیا۔ نبی کریم ﷺ کی خوشنودی کے لئے کیا اور اللہ کی رضا کے لئے کیا۔

ہر وہ کام اچھا جو سب سے اچھوں کو پسند ہے۔ ساری اچھائیوں کا مجموعہ ہے محمد رسول ﷺ کی ذات گرامی' سارے کمالات کا مجموعہ ہے ذاتِ آقائے نامدار ﷺ' اللہ کی ساری رحمتیں مجسم ہو کر بن گئے محمد رسول اللہ ﷺ رحمۃ اللعالمین صرف انسانوں کے لئے نہیں اللہ کی ساری مخلوق کے لئے رحمت ہے حضور ﷺ کی ذات ستودہ صفات ﷺ۔ تو ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ الا الذین امنوا. کہ ایمان لائے۔

وتواصوا بالحق. حق پر قائم رہے۔ وعملو الصلحت. اور انہوں نے عمل صالح کر لئے اگلی بات ہے وتواصوا بالحق۔ وہ اتنے بھر گئے جب اُن سے برکات پھیلنے لگیں' بہنے لگیں' حق کو بیان کرنے سے باز نہیں آتے۔ اُن کی زبان سے حق نکلتا ہے' اُن کے عمل سے حق پھیلتا ہے' اُن کے ارادوں سے حق کا اظہار ہوتا ہے' اُن کا کردار حق کو پھیلانے کا سبب بن جاتا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کرامت یہ بھی ہے کہ خلفائے راشدین کو لے لیجئے یا صحابہ کرام کی جماعت کو لے لیجئے تو کوئی آپ کو اس طرح کا بڑا جلسہ نہیں ملے گا کہ جی آج فلاں گاؤں میں جلسہ ہے اور تبلیغ ہو رہی ہے۔ کوئی تبلیغی جماعت نہیں ملے گی کہ جی آج فلاں شہر میں وفد تبلیغ کے لئے جا رہا ہے اور فلاں جا رہا ہے کوئی پریس تھا ہی نہیں' کوئی ٹی۔ وی تھا ہی نہیں' کوئی اخبار چھپتا نہیں تھا کوئی رسالے چھپتے نہیں تھے کوئی جلسے ہوتے نہیں تھے کوئی تقریریں ہوتی نہیں تھیں ربع صدی میں پوری روئے زمین پر شہنشاہ کے محل سے لیکر فقیر کے جھونپڑے تک اسلام کیسے پھیل گیا؟ تئیس برس نزول قرآن ہوتا رہا اور حضور ﷺ نے دنیا سے پردہ فرمایا۔ وصال نبوی ﷺ کے بعد آپ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجئے۔

تئیس برسوں میں روئے زمین کے کونے کونے میں اسلام کا پیغام پہنچا۔ بلکہ تئیس برسوں میں اسلامی ریاست اتنی بڑی ریاست بن گئی کہ معلوم دنیا کے تین حصے اس ریاست میں شامل ہو چکے تھے اور ایک چوتھائی باقی تھے۔ اب اتنی بڑی ریاست سے کون بے خبر رہا ہوگا؟ مگر کمال ہے اس میں نہ کسی نے جلسہ کیا نہ تقریریں کیں نہ کوئی پمفلٹ چھاپا نہ اخبار چھپا نہ کوئی کتاب چھپی' تو یہ سب کیسے ہو گیا؟ وہ مجسم پیغام تھے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا اُن کا کردار تقریر تھا' اُن کا کردار ہی پیغام بن جاتا تھا' لوگ دیکھتے تھے تو کہتے تھے ہمیں بھی ایسا ہونا چاہئے' جیسے یہ لوگ ہیں۔ بات کا یہ انداز بہت پیارا ہے جس طرح یہ بندے سے بات کرتے ہیں ایسے کرنی چاہئے۔ ہم تو بندروں اور خنزیروں اور

www.naqshbandiaowaisiah.com



جانوروں کو پوجتے پوجتے تھک گئے یہ بڑے اچھے لوگ ہیں اور ایک اللہ کی پرستش کرتے ہیں اور ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں جو بات کرتے ہیں وہ سچی ہوتی ہے' جو وعدہ کرتے ہیں وہ پورا ہوتا ہے۔ دوستی دشمنی کے کئی طریقے ہیں کوئی سلیقہ ہے۔ دوستی کی بھی حدود ہیں اور دشمنی کی بھی حدود ہیں یہ اپنی حد سے باہر نہیں نکلتے' کیسے لوگ ہیں۔ تو لوگ ان کا عمل ان کا کردار ان کی زبان کو دیکھ دیکھ کر مسلمان ہوتے تھے۔ آج ہم تقریریں بھی کرتے ہیں کتابیں بھی چھاپتے ہیں' ہر اخبار میں بھی دین کا موضوع ہوتا ہے' علما بھی سارا سال سرگرداں رہتے ہیں' جلسے ہوتے ہیں' تبلیغی جماعت بن گئی ہے جو روئے زمین پہ سرگرداں رہتی ہے۔ اسی پیغام کو لے کر لیکن نتیجہ اور حاصل کیا ہے؟' یعنی چاہیے تو یہ تھا کہ جب اتنے مزید اسباب در آئے تو اب دنیا پہ کفر کا نام نہ رہتا ساری دنیا مسلمان ہو چکی ہوتی۔ لیکن ہوتا کیا ہے یہ بھی ہوا ہے کہ تبلیغی جماعت کی دعوت سے غیر ملکی مسلمان ہوا جب پاکستان آیا یہاں کے حالات دیکھے' کسی کی جوتیاں مسجد میں چوری ہو گئیں' کسی کا بیگ سٹیشن سے اتر کے کسی نے اڑا لیا وہ واپس ہو گیا اس نے کہا میں کافر اچھا ہوں' میں مسلمان نہیں رہنا چاہتا مجھے واپس جانا چاہیے۔ جب بات کردار پہ آئی تو لوگ مرتد ہونے شروع ہو گئے۔ تو ان کا جو عمل تھا شریعت پر سنت پر وہ بہت بڑی تبدیلی لایا۔ اُن کے وجود مجسم تبلیغ تھے' اُن کا کردار مجسم تبلیغ تھا' وہ بات دنیا کی کرتے تھے سننے والے کو سمجھ دین کی آتی تھی' وہ کسی سے لین دین کرتے تھے تو اتنا کھرا ہوتا تھا کہ اگلے کو یہ سمجھ آتی تھی کہ یہ بندہ کھرا ہے اس جیسا ہونا چاہیے۔ وہ دنیا کی بات کرتے تھے اس میں دین ہوتا تھا' اگلے کو دین نصیب ہوتا تھا۔ ہم دین کی بات کرتے ہیں اس میں دنیا چھپی ہوتی ہے کہ تقریر تو میں کر رہا ہوں مجھے پیسے کتنے ملیں گے اور لوگ میرے گھٹنے چومیں گے کہ نہیں' میرے ہاتھوں کو بوسہ دیں گے کہ نہیں۔ ہم دین بیان کرتے ہیں اس میں دنیا چھپائی ہوتی ہے' وہ دنیا کی بات کرتے تھے اس میں دین ہوتا تھا دین کی بات تو تھی ہی دین کی بات۔

محمد بن قاسم رحمتہ اللہ علیہ نے جب برصغیر پر حملہ کیا تو پہلا قلعہ جو سرحدی قلعہ تھا اس پر حملہ ہوا بڑے گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ راجہ داہر کا جرنیل وہاں رہتا تھا پوری چھاؤنی تھی جب جرنیل تھا تو اس کا مطلب ہے کہ کم از کم ایک ڈویژن فوج تو ہوگی۔ ڈویژن میں تین بریگیڈ ہوتے ہیں تو تب ایک میجر جنرل وہاں متعین ہوتا ہے۔ تو وہاں جرنیل تھا اس کا اور بہت معروف سرحدی قلعہ تھا مغرب کے سارے حملہ آوروں کو روکنے کے لئے' اس پہ بڑے گھمسان کی جنگ ہوئی۔ جو جرنیل وہاں متعین تھا اس کا باپ راجہ داہر کا سپہ سالار تھا جسے آپ کمانڈر انچیف کہتے ہیں۔ جوان آدمی تھا اور بہادر تھا' تلوار کا بڑا دھنی تھا۔ بڑی توڑ کے لڑا اور پوری فوج بھی لڑ رہی تھی لیکن حق اور باطل کا مقابلہ تھا۔ بیچارے کو شکست ہوئی زخمی ہوا تو اس کے وہ تمغے سارے گئے' گھوڑا' جھنڈا' خیمہ وغیرہ سب پتہ چل گیا کہ یہ ان کا آفیسر ہے کمانڈر ہے جرنیل ہے۔ محمد بن قاسم رحمتہ اللہ علیہ نے بہت اچھا خیمہ لگوایا بہت اچھا بستر لگوایا اچھے طبیب مقرر کیے اب ان کا معالجہ شروع ہو گیا۔ اگرچہ گھاؤ گہرے تھے لیکن دس بارہ پندرہ دنوں میں گھاؤ بھر گئے' زخم ٹھیک ہو گئے صحت مند ہو گیا۔ اب وہ بڑا حیران تھا کہ یہ بڑا اکرام یہ اخلاق کرتے ہیں اور میری دیکھ بھال کر رہے ہیں تو جب میں ٹھیک ہو جاؤں گا تو پھر یہ مجھ سے پوچھیں گے کہ تمہارے قلعے اور چھاؤنیاں کہاں ہیں' ان میں کتنی کتنی فوج ہے' کس راستے سے ہم آگے بڑھ سکتے ہیں' راستہ کون سا آسان ہے اور کونسا مشکل۔ یہ سارا تو فوجی کارروائی کا ایک حصہ ہے جب انہوں نے آگے بڑھنا ہے۔ انہوں نے تو دہلی تک جانا ہے اور برصغیر سارا ان کا ٹارگٹ ہے اور وہ شاید سارا ہی لے لیں تو پوچھیں گے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com



لیکن جب وہ صحت مند ہو گیا اور امیر لشکر جو تھے مسلمانوں کے محمد بن قاسم رحمتہ اللہ علیہ انہیں اطلاع دی گئی کہ جناب جنرل صاحب تو ٹھیک ہو گئے تو وہ بنفس نفیس اس خیمے میں تشریف لے گئے۔ سترہ سالہ نوجوان تھے داڑھی مونچھ ابھی نہیں اتری تھی ان کی ابھی مسیں بھیگ رہی تھیں تو فرمایا ان کی وردی لاؤ۔ اسے صاف کر کے خون صاف کر کے اس پر ستار سارے لگا کر بڑی عزت واحترام سے پیش کی۔ گھوڑا لاؤ ان کا اسلحہ لاؤ سب کچھ انہیں پیش کیا کہ جی اپنی وردی پہنو یہ آپ کی تلوار یہ آپ کا جھنڈا جو آپ کے پاس تھا۔ تو اس نے حیران ہو کر پوچھا کہ یہ آپ مجھے کیوں دے رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا اس لئے کہ تم آزاد ہو اپنا سامان لے لو اب تم نے چلے جانا ہے۔ بڑا پریشان ہوا کہنے لگا۔ جانتے ہو میں کون ہوں۔ فرمایا تمہارے یہ ستار بتا رہے ہیں کہ تم جرنیل ہو۔ اس نے کہا آپ مجھے چھوڑ کیوں رہے ہیں۔ فرمایا اس لئے کہ ہم لوگوں کو قید کرنے اور غلام بنانے کے لئے نہیں ہم لوگوں کو غیر اللہ کی غلامی سے آزاد کرنے کے لئے آئے ہیں تمہیں آزاد دیکھ کر ہمیں خوشی ہوگی۔ ہم لوگوں کو راجہ داہر کی غلامی سے چھڑا کر اپنا غلام بنانے کے لئے نہیں سفر کر رہے اور اس لئے جانیں نہیں لڑا رہے۔ ہم لوگوں کو غیر اللہ کی غلامی سے چھڑانا چاہتے ہیں اللہ کو مانے نہ مانے اللہ کا اور ان کا معاملہ ہے لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ انسان انسانوں پر خدا بن کر نہ بیٹھے۔ اس نے کہا آپ جانتے ہیں میں جرنیل ہوں اور جب میں جاؤں گا تو نئے لشکر کے ساتھ آپ کے راستے میں کھڑا ہوں گا۔ تو وہ مسکرائے فرمایا آپ کا پرانا لشکر ہم نے دیکھ لیا ہے جب نیا لاؤ گے وہ بھی دیکھ لیں گے۔ جو پہلے آپ کے پاس تھا وہ ہم نے دیکھ لیا۔ آپ کا لشکر واقعی قابل ستائش ہے بڑی بے جگری سے لڑا لیکن ہمارے ساتھ اللہ ہے ہم اللہ کی خاطر لڑ رہے ہیں اس لئے اسے پسپا ہونا پڑا۔ اگر کوئی اور ہوتا جو تمہارے جیسا ہی ہوتا جس کا اللہ نہ ہوتا شاید تم مار نہ کھاتے۔ پھر آؤ گے تو ہمارے ساتھ پھر بھی اللہ ہوگا پھر لڑ کے دیکھ لینا چلا گیا۔

شاہی دربار میں پہنچا راجہ داہر کے پاس اس نے پوچھا تم نے قلعہ مسلمانوں کے حوالے کر دیا حملہ آوروں کو دے دیا فوج مروا دی چند لوگ بھاگ کر پہنچے کچھ قید ہو گئے کچھ مارے گئے یہ کیا ہوا تم نے کیا کیا؟ اس نے کہا حضور میں نے بہت بڑا کام کیا۔ شکست میں کونسی بڑائی ہے کہ تم نے پورے ملک کی گردن جھکا دی اور کہتے ہو بڑا کام کیا۔ اس نے کہا مجھے ملک کی گردن کا پتہ نہیں کہ جھکی ہوئی ہے میری گردن تو فخر سے بلند ہو گئی کہ میں نے اس شکست میں اللہ کو پا لیا ہے۔ اور یہ بات آپ کے دربار میں آ کر اس لئے کہہ رہا ہوں کہ میں ایمان تو وہاں لے آیا تھا اظہار اس لئے نہیں کیا تھا کہ مورخ لکھیں گے کہ گھبرا کر اور ڈر کر مسلمان ہو گیا اس لئے میں آپ کے دربار میں آ کر اعلان کر رہا ہوں کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ اس کے بغیر دنیا میں کچھ نہیں ہے۔ میرا مشورہ ہے آپ بھی کلمہ پڑھ لیں اور ظلم سے باز آ جائیں پھر یہ لڑائی نہیں ہوگی۔ اس نے قید کر دیا اس کے باپ کو سپہ سالار کو بھی قید کر دیا اور جب دیبل فتح ہوا مسلمان قیدی چھڑائے گئے جو سبب بنا تھا اس جہاد کا تو ان کے ساتھ اس باپ بیٹے کو بھی قید خانے سے مسلمانوں نے نکالا۔ یہ ان کا رویہ ان کا سلوک تھا دوست تو دوست دشمن کے ساتھ بھی یہ سلوک تھا کہ اسلام اس کے دل میں اتر جاتا۔

تو ان کا احقاق حق کا، تبلیغ دین کا اپنا طریقہ تھا۔ ... فرمایا جو ایمان لائے اور عمل صالح کیا۔ وتواصوا بالحق اور پھر حق کو بیان کیا۔ جب ... جاتا ہے پھر چھلکتا ہے مزید ایک ... مزید اس میں پانی آ رہا ہے آ رہا ہے تو وہ نہ کا نہیں آگے جانے گا۔

بہت سے دوست خط لکھتے ہیں وہ جی میں بیان نہیں کر سکتا کرنے لگتا ہوں تو یہ ہوتا ہے وہ ہوتا ہے پتہ ہے اس کا سبب کیا ہے؟ اپنے اندر یقین

www.naqshbandiaowaisiah.com



کی کمی ہوتی ہے آپ دعا کریں میں کیوں دعا کروں؟ میری دعا سے کیا ہوگا؟ میرے بھائی! جب تمہارا سینہ بھر جائے گا تو تم چیخ چیخ کر لوگوں کو بتاؤ گے' دعا کی ضرورت ہی نہیں رہے گی جب تمہارا اپنا دل بھر جائے گا اور پھر اُس میں مسلسل رحمتوں کا نزول ہو رہا ہوگا' تجلیات آ رہی ہوں گی وہ اتنا بڑا برتن تو نہیں ہے کہ زندگی بھر بھرے گا وہ خود بہنا شروع کر دے گا۔ تم جہاں جاؤ گے اللہ کی بات کرو گے' کاروبار کرنے جاؤ گے اللہ کی باتیں کرو گے' گپ لگانے بیٹھو گے تو ساتھ دین کی بات بھی کرو گے' کوئی راستے میں مل جائے گا جہاں اور خریت پوچھو گے وہاں دین کی بات بھی کرو گے' وہ خود بخود نکلنے لگے گا۔ بہنے سے روک نہیں سکو گے بھر گیا ایک گھڑا بھر گیا اُس پر آپ نے پانی کا پائپ لگایا ہوا ہے اور وہ مسلسل آ رہا ہے وہ بہے گا نہیں تو کیا کرے گا اور جو ہے ہی خالی جس میں پانی تھوڑا سا ہے اب وہ بہے گا کیسے' اس سے نکلے گا خاک۔ آپ اُسے الٹائیں گے بھی تو اُس کے ساتھ ہی لگ جائے گا اتنا ہی ہے کہ وہ اُس گھڑے کو ہی گیلا کرے گا باہر جانے سے رہا۔ جن احباب کو یہ شکایت ہوتی ہے کہ مجھے بیان کرتے ہوئے جھجک آتی ہے وہ اس کو بھر لیں از خود جھجک دور ہو جائے گی۔ جب بھرا ہوا برتن بہنے لگ جائے تو جھجک کا کیا کام۔ جب ایک برتن بہنے لگتا ہے تو یہ پرواہ نہیں کرتا کہ کوئی اس سے پی رہا ہے یا سیراب ہو رہا ہے یا ریت میں جذب ہو رہا ہے یہ اُس کے بس کی بات نہیں وہ بہتا چلا جاتا ہے۔ جب اپنا دل اطمینان پکڑ لیتا ہے۔ یقین خود کو اندر سے بھر دیتا ہے تو باتیں زبان سے نکلتی رہتی ہیں کوئی مانے تو بھی نکلتی ہیں نہ مانے تو بھی نکلتی ہیں۔ ریت میں جذب ہوتی رہیں نکلتی رہتی ہیں بس نہیں ہوتیں اس لئے کہ رحمت الٰہی مترشح ہو رہی ہوتی ہے اور آگے جا کر چشمہ بن جاتی ہے اور ایک گھڑا ابھرا ہی نہیں اور آپ کہیں دعا کرو یہ بہنے لگے۔ کوئی دعا کرو تو وہ بھر جائے گا۔ دعا کرو یہ بہنے لگے۔ بہنے خواہ مخواہ لگے گا خود بھرا ہی نہیں تو بہے گا کیا۔

دنیا عالم اسباب ہے اور دعا کے بھی قاعدے اور ضابطے ہیں تو اُس میں اگر ہیں تو دعا کرو کہ بھر جائے پھر اگلی دعا کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی بہنے لگ جائے گا اور بھرو نہیں اللہ کرے یہ بہنے لگ جائے تو یہ قدرت کے ساتھ مذاق ہے ایک آدمی شادی نہیں کرتا اور دعا کرتا رہتا ہے مجھے اولاد دے دے مجھے اولاد دے دے یہ مذاق ہے قدرت کے ساتھ گستاخی ہے۔ ایک آدمی کھانا ہی نہیں کھاتا اور دعا کرتا ہے میرا پیٹ بھر جائے میری صحت ٹھیک ہو جائے! تو دنیا عالم اسباب ہے ترک سبب کر کے دعا کرنا یہ صحیح نہیں ہے۔ سبب اختیار کرو اور جتنا ہو سکتا ہے اتنی محنت کرو جو کر سکتے ہو اختیار کرو۔ پھر دعا کرو اللہ پاک جو مجھ سے ہو سکتا تھا جو میرے بس میں تھا میں نے کر دیا جو تیرے بس میں ہے وہ تو کر' مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ دعا کا طریقہ بھی یہ ہے کہ آپ اپنی بھرپور کوشش کریں اور دعا کریں۔

وتواصوا بالحق ۔ اُسی طرح ایمان کا حصہ ہے جس طرح عمل صالح ہے ایمان لاتے ہو تو عمل صالح ہو جاتا ہے اور حق کے سفیر بن جاتے ہیں حق کو پھیلانے پہ لگ جاتے ہیں۔ حق کا اظہار کرتے ہیں کردار سے زبان سے' گفتار سے' عمل سے تحریر سے تقریر سے ہر پہلو سے دین کا کوئی نہ کوئی کام ہو رہا ہوتا ہے۔

واتواصو ابالصبر ۔ شیطان بھی ہے طاغوت بھی ہے نفس ہے کفر ہے کافر ہیں بے شمار دنیا اس نور کی دشمن ہے اُن کی طرف سے رکاوٹیں آئیں گی اعتراضات آئیں گے اُن کی طرف سے الزامات آئیں گے لیکن اللہ کے بندے برداشت کرتے ہیں گھبراتے نہیں صبر کرتے ہیں۔ واتواصو بالصبر ۔۔۔۔۔ تو اصوا بالحق کریں گے تو صبر کی نوبت بھی آئے گی۔ اور صبر کیا ہوگا حق بیان کرنے سے حق پر عمل

www.naqshbandiaowaisiah.com



کرنے سے جو غیر حق ہے وہ مخالفت پہ اُتر آئے گا گفتگو کرے گا' اعتراض کرے گا الزام لگائے گا لیکن ایک بات یاد رکھو بگڑے گا کچھ نہیں جب تک اللہ پر اعتماد ہے صبر کی توفیق ہوگی آدمی برداشت کرے گا اور اُس کا نقصان نہیں ہوگا۔ ایک طرف اللہ ہو بچانے والا دوسری طرف مخلوق ہو نقصان پہنچانے والی تو بگڑے گا کیا۔ کچھ نہیں بگڑے گا' بگڑتا کچھ نہیں' گھبراتا بندہ تب ہے جب اُس کا اعتماد اللہ پر اپنا مکمل نہیں۔ پھر وہ مخالفت سے' اعتراضات سے' الزامات سے گھبرا جاتا ہے۔ بھئی! لوگ بھلا کہیں یا بُرا کہیں' لوگوں کی اپنی زبان ہے کل عرصہ محشر میں لوگوں نے اپنا جواب دینا ہے آپ اس بات کے مکلّف نہیں کہ ہر بندے سے خود کو اچھا کہلوائیں۔ ہم اس بات کے مکلّف ہیں کہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا پیغام پہنچاتے رہیں اور اب اگر کوئی اچھا کہتا ہے تو اللہ اُس کا بھلا کرے کوئی بُرا کہتا ہے اللہ اُسے ہدایت دے وہ جانے اُس کا رب جانے۔

تو اس چھوٹی سی سورۃ کریمہ کے خلاصے پہ غور کر لیں تو پوری زندگی کا ضابطہ حیات اُس میں آ جاتا ہے۔ کوشش کریں قرآن حکیم کو ضرور پڑھا کریں۔ میں تو یہ مشورہ دیا کرتا ہوں کہ دن کو شروع قرآن سے کرو اور دن کو ختم قرآن سے کرو۔ خواہ دو آیتیں ایک آیت پڑھ لو لیکن دن کا افتتاح قرآن کی تلاوت سے کرو' سونے سے پہلے ایک آیت دیکھ لو لیکن دن کا اختتام قرآن سے کرو۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ جو ہر وقت بندہ سینے سے لگائے رکھے' تکیے پر رکھے' ہر وقت پاس رہے کہیں بھی جائے۔

ایک مووی (Movi) میں نے لی تھی ''لائن آف دی ٹائیگر'' ایک بوڑھا ضعیف آدمی تھا الجزائر کا اور وہ اطالویوں کے خلاف تھا اٹلی والوں کا قبضہ تھا الجزائر پر اور اُس میں جہاد ہوا تھا کافروں کے قبضے کے خلاف۔ مسلمانوں کے خلاف بہت سے نام نہاد مسلمان اور علما اُن کے ساتھ بھی مل گئے اُن سے گاڑیاں ملیں پیسے ملے اُن سے مشورے لئے کہ کیا کرو گے مٹھی بھر لوگ ہیں تمہارے ساتھ۔ بالآخر یہ سارے بھی مارے جائیں گے' تم بھی مارے جاؤ گے کوئی ہرج نہیں اگر ہم مر جائیں گے تو یہ سمجھو کہ مجاہدین کی تخم ریزی ہو جائے گی۔ اس زمین میں یہاں پھر جو لوگ پیدا ہوں گے وہ پھر مجاہد ہوں گے ہم ہزاروں میں ہیں اور اگر ہم شہید ہو جائیں گے تو جو پیدا ہوں گے وہ لاکھوں میں ہوں گے اور ان کافروں کو نکال کر دم لیں گے۔ بالآخر بڑی بے جگری سے لڑتے ہیں وہ اُن کے پورے جہاد کو دکھاتے ہیں کس کس طرح وہ لڑے ہیں۔ ایک بہت بڑا ملک اور ایک بہت بڑی طاقت تھی ان کے ساتھ بے سروسامانی بھی تھی۔ انہوں نے جہاد کیا ایک رات وہ انکی پوری زندگی اور پورا جہاد میں دیکھتا رہا۔ کہ چھوٹا سا قرآن کریم اُس کی واسکٹ کی جیب میں ہے کہیں ستانے کے لئے رُکے تو وہ کھول کے دو آیتیں تین آیتیں پڑھ کے جیب میں ڈال لیا۔ پانی پینے کے لئے ٹھہرے تو قران مجید نکال لیا دو چار آیتیں پڑھیں جیب میں ڈال لیا۔ عین جہاد میں جہاں فرصت ملی جنگ زوروں پر ہے ذرا فرصت مل دو تین آیتیں دیکھ لیں۔ حتیٰ کہ گرفتار ہو گیا' سزائے موت ہوئی پھانسی پر لٹکایا گیا' پوچھا تمہاری کوئی آخری خواہش۔ اُس نے جیب سے نکال کر عینک لگائی قرآن کریم نکال کے دیکھا' پڑھا۔

تو قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے ہر وقت پاس رہے جہاں سے دیکھیں لوگوں کو ولولہ آتا ہے نا تو دس دس پارے روز پڑھتے ہیں جب تھک جاتے ہیں تو پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں۔

ضروری نہیں کہ سارا ایک دن میں پڑھا جائے لیکن یہ ضروری ہے کہ ہر روز پڑھا جائے بلکہ اچھا یہ ہے کہ دن شروع قرآن سے ہو اور دن ختم

www.naqshbandiaowaisiah.com



قرآن کریم پڑھو۔ سونے سے پہلے بھی چند آیات پڑھ لو اور اٹھ کر پہلے قرآن شریف پڑھ لو۔ فجر کی نماز کے بعد پڑھتے ہو تو ایک دو پارے پڑھ لو۔ معانی سمجھیں تو سونے پہ سہاگہ ہے اور اس کی توفیق ہو جائے تو مقصد ہو گیا۔ لیکن معانی سمجھ نہ بھی آئیں تو قرآن حکیم کی تلاوت بجائے خود عبادت، تلاوت کا اپنا ایک نشہ بھی ہے، لذت بھی ہے، ثواب بھی ہے اور زندگی گزارنے کا نسخہ بھی ہے۔ تو قرآن کا ایک نسخہ ایسا چھوٹی کتاب ہونی چاہئے جو ہر وقت جیب میں ہو، ہر وقت پاس ہو۔

ہم اونچی اونچی جگہوں پر غلافوں میں لپیٹ کر محفوظ رکھتے ہیں اس کا ادب یہ نہیں ہے کہ صرف اونچی جگہ رکھو اس کا ادب یہ ہے کہ اسے ہر وقت دیکھو اس کا تقاضا یہ ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو چاہتا ہے کہ اللہ سے باتیں کرے **فلیقراء القرآن** وہ بیٹھ کر قرآن پڑھے۔ قرآن پڑھتے ہیں اللہ کی طرف سے نازل ہوا مخلوق کے لئے تو قرآن پڑھنے کا انداز یہ نہیں ہے کہ کسی طرح پڑھ لو کہ یہ بات اس مجھ سے نہیں بلکہ یہ میری اور اللہ کی بات ہے اللہ مجھے یہ واقعہ سنا رہا ہے کہ دیکھو فلاں شخص نے یہ کیا اور اس کا نتیجہ کیا ہوا۔ اللہ مجھے بتا رہا ہے کہ دیکھو فلاں بندے نے کتنی حق کی پاسداری کی اور اس پر کتنے انعام ہوئے۔ وہ جنت میں بھی پہنچ کر کہہ رہا ہے کاش لوگوں کو پتہ چل جائے کہ اللہ نے مجھ پر کتنا انعام کیا۔ یہ ساری باتیں ایک ایک بندے سے ساتھ اللہ کر رہا ہے ہر بندے کے لئے قرآن ہے ہر بندے کو اس طرح پڑھنا چاہئے جیسے کوئی چٹھی مجھے کسی نے بھیجی ہے۔ اللہ نے یہ مجھے بھیجا ہے میرے ساتھ بات کی ہے۔ بات بہت بڑا اعزاز ہے مخاطب ہے۔ اور قرآن کی معیت توفیق عمل بھی ارزاں کرتی ہے گناہوں کی بخشش کا سبب بنتی ہے۔ یہ وہ شریف ہے جس سے بڑا کوئی کام دنیا میں اور آخرت میں نہیں ہے۔ اللہ کریم ہم سب کو معاف فرمائے توفیق عمل دے اپنی محبت دے اپنے حبیب ﷺ کی محبت دے ایمان پر زندہ رکھے ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے اور ایمان والوں کے ساتھ حشر نصیب فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com



امیر المکرم مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ کے فی البدیہہ خطبات پر مشتمل زیر طبع تفسیر قرآن حکیم

# اکرم التفاسیر سے اقتباس......

## موضوع: رزق کے معروف اور غیر معروف ذرائع......

## حلال اور طیب کا فرق......جنات کی حقیقت

الحمد للہ رب العلمین. والصلوۃ والسلام علی حبیبہ محمد والہ واصحابہ اجمعین.

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بسم اللہ الرحمن الرحیمo

یایھا الناس کلوا مما فی الارض حللاً طیباً......... اولو کان اباؤھم لا یعقلون شیئاً ولا یھتدونo

البقرۃ ۱۶۸ تا ۱۷۰

اللھم سبحنک لا علملنا ماعلمتنا

انک انت العلیم الحکیم.

مولای صل وسلم دائما ابدا

علی حبیبک من زانت بہ العصروا

خطاب "الناس" کو ہے پوری انسانیت کو ہے کہ اے لوگو!

کلوا مما فی الارض حللاً طیباً زمین میں سے اپنی ضرورتیں پوری کرو کھاؤ، پیو لیکن دو شرطیں ہونی چاہیں۔ ایک تو وہ چیز حلال ہو حلال روزی کے لئے معروف ذرائع ہیں اور روزی کے حرام ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ ان معروف ذرائع سے حاصل نہ ہو۔ معروف ذرائع ہیں چار۔ آدمی کھیتی باڑی کرتا ہے ایک معروف ذریعہ ہے حصول رزق کا۔ تجارت کرتا ہے حصول رزق کا ایک معروف ذریعہ ہے۔ آگے کھیتی باڑی کے تجارت کے اپنے اپنے اصول ہیں۔ اسی طرح ملازمت کرتا ہے حصول رزق کا ایک معروف ذریعہ ہے۔ مزدوری کرتا ہے حصول رزق کا ایک معروف ذریعہ ہے تو معروف ذرائع سے رزق حاصل کیا جائے تو وہ حلال ہے۔ غیر معروف ذریعے سے جو رزق حاصل ہوتا ہے وہ حلال نہیں ہے۔ اس میں بہت سی چیزیں آجاتی ہیں جیسے کوئی عملیات پڑھتا ہے کہ اسے پیسے ملتے ہیں یہ معروف ذریعہ نہیں ہے۔ ایک بڑا عجیب مسئلہ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے پیش ہوا کہ کچھ ادویات اور کچھ کیمیکل ملائے جائیں تو چاندی سے یا پارے سے یا تانبے سے سونا بن جاتا ہے۔ تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ معروف ذریعہ رزق نہیں ہے۔ چونکہ کسی

www.naqshbandiaowaisiah.com



بھی چیز کی ماہیت تبدیل نہیں ہوتی اگر آپ تانبے سے یا چاندی سے سونا بنائیں گے' آپ بیچ دیں گے لیکن اگلا جب اُسے تیزاب میں ڈالے گا یا پھر اُس کو حل کرے گا تو وہ واپس اپنی ہیت پہ آ جائے گا۔ لہذا یہ دھوکا بازی ہے معروف ذریعہ نہیں ہے تو اس طرح کی اور چیزیں تجارت میں بھی حدود و قیود ہیں کہ جو چیز لیتے ہو دیتے ہو اُس کی حقیقت بتا کر دو' دھوکے سے نہ بیچو اور اُس کی جائز قیمت طے کر کے لو۔ اب اُس میں بھی سود کو شامل کر لیں یا دھوکا بازی کو شامل کر لیں تو یہ غیر معروف ذریعے ہیں۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گزر ہوا تو ایک شخص گندم بیچ رہا تھا اور گندم کو بعض اوقات پانی سے گزار لیتے ہیں تا کہ اُس میں جو باریک ذرات مٹی کے رہ گئے ہیں وہ حل ہو کے نکل جائیں اور صاف ہو جائے تو بازار میں ڈھیر لگا ہوا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اندر ہاتھ ڈالا تو اندر کچھ نمی باقی تھی۔ اوپر سے دانے خشک ہو گئے تھے لیکن اندر ایک حد تک نمی باقی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بھئی! جو خریدار ہے اُسے بتانا کہ ان میں اندر نمی باقی ہے' اندر سے کھول کے دیکھ لے اور پھر سودا طے کرے اس طرح نہ بیچنا کہ اوپر کے خشک دانے دیکھ کر وہ قیمت طے کر لیا اور پھر اُسے وہ نمی والے دانے بھی اٹھانے پڑیں۔ اسی طرح ملازمت یا مزدوری میں بھی حدود و قیود ہیں جس کام کی اجرت لیتے ہو پوری دیانتداری سے پورا وقت لگا کر وہ کام کرو اُس میں کوتاہی نہ کرو۔ اجرت بھی طے کر کے لو لیکن اب ایک کاریگر کو ہم لگاتے ہیں دیوار بنانے کے لئے تو آٹھ گھنٹے اُس نے کام کرنا ہے اُس میں سے وہ دو تین گھنٹے تو کھانا کھانے میں اور نماز پڑھنے میں اور ادھر اُدھر گزار دیتا ہے' پورا کام نہیں کرتا ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ جو ویسے نماز نہیں پڑھتے جب مزدوری پہ لگے ہوں تو وہاں ضرور پڑھتے ہیں کہ چلو کچھ تھوڑا سا وقت گزار لیں یعنی کام چوری نہ کی جائے اُس میں۔ اجرت بھی پوری لی جائے کام بھی پورا کیا جائے۔ اسی طرح دفتری لوگوں کو ہم دیکھتے ہیں ملازمت کرتے ہیں لیکن دفتر میں بیٹھے گپ لگا رہے ہوتے ہیں' چائے پی رہے ہوتے ہیں' ٹی وی دیکھ رہے ہوتے ہیں کرکٹ کا میچ دیکھ رہے ہوتے ہیں اور وقت گزار کے آ جاتے ہیں۔ پابندی صرف یہ ہوتی ہے کہ بروقت پہنچ جائیں اور چھٹی کے وقت چھٹی ہو جائے تو بے شمار لوگوں کے کام درمیان میں اٹکے رہ جاتے ہیں اسی طرح عدالتوں میں دیکھا ہے کہ مجسٹریٹ حضرات کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ جب جی چاہا آئے' آئے بھی تو ریسٹ روم میں بیٹھ گئے' گپ شپ لگاتے رہے' اچھا لوگوں کو تاریخیں ڈال دو تو حلال ذرائع میں بھی حدود و قیود ہیں کہ جو کام ذمے لیتے ہو اور جس کی آپ اجرت لیتے ہو اُسے پوری دیانتداری سے کیا جائے اور معروف ذرائع سے رزق حاصل کیا جائے تو یہ حلال ہے۔

اب حلال کے اوپر ایک اور قید ہے کہ رزق حلال ہو اور پھر وہ طیب ہو پاکیزہ ہو اس میں کوئی ناپاک چیز نہ ملائی جائے۔ حلال بھی ہو' طیب بھی ہو' پاکیزہ بھی ہو۔ یہ نہ ہو کہ جس پانی سے آپ آٹا گوندھ رہے ہیں یا ہنڈیا بنا رہے ہیں وہ پانی ناپاک ہے تو پھر اُس حلال کا کیا فائدہ' اُسے بھی اُس نے خراب کر دیا۔

**ولا تتبعوا خطوت الشیطن** . "خطوت" جمع "خطوہ" کی ہے۔ "خطوہ" نقش قدم کو کہتے ہیں۔ شیطان کے نقوش پا پہ مت چلو۔ شیطان ایک تو جنوں میں سے ہے ابلیس اور اُس کی اولاد ہے۔ تو ابلیس نے چونکہ قیامت تک کے لئے رہنا ہے ابلیس کو مہلت دی گئی تھی کہ قیام قیامت تک کے لئے تم زندہ رہو تو اُسکی طوالت حیات جو ہے اُس کی نسل میں بھی آئی ہے اور اس کی اولاد کے جو جن ہیں وہ ہزاروں برس جیتے ہیں۔ بلکہ سیرت طیبہ میں ملتا ہے کہ ایک بوڑھے ضعیف جن نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی اور آپ ﷺ کو موسیٰ علیہ السلام کا

www.naqshbandiaowaisiah.com



سلام پہنچایا کہ میں نو جوانی میں ان کے ساتھ مسلمان ہوا تھا اور انہوں نے مجھے فرمایا تھا کہ تمہاری عمریں طویل ہوتی ہیں اگر تم نبی آخر الزمان ﷺ کا زمانہ پاؤ تو ضرور حاضر ہونا اور میرا سلام بھی عرض کرنا جو شیطان کی نسل ہے اُس کی عمر بہت زیادہ ہوتی ہے، ہزاروں برسوں میں، وہ جو اُس کی عمر کو طوالت دی گئی ہے اُس کا اثر اُس کی اولاد میں بھی ہے۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ میں تابعی ہوں۔ اس لئے کہ میں نے ایک صحابی جن کی زیارت کی ہے تو وہ فرماتے ہیں کہ مجھے کچھ جن ساتھ لے گئے۔ تو جہاں مجھے وہ لے گئے وہاں اُن کا ایک سردار تھا اور ایک عدالت لگی ہوئی تھی اور ایک آدمی کو انہوں نے پکڑا ہوا تھا اور مسئلہ زیر بحث یہ تھا کہ ہمارا ایک جن جو سانپ کی شکل میں متشکل ہوا تھا اُسے اس نے مار دیا تو اُسے اُس کے بدلے میں قتل کیا جائے یا نہ کیا جائے شرعی مسئلہ کیا ہے تو وہ لکھتے ہیں کہ میں نے انہیں بتایا کہ عہد نبوی ﷺ میں ایک جن کو صحابہ نے مار دیا۔ ایک صحابی نے مار دیا تھا جو سانپ بن کر اُن کے صحن میں گھوم رہا تھا تو اُس کے بدلے میں جنوں نے اُس صحابی کو شہید کر دیا۔ جوان آدمی تھے تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اُس کی میت لے کر بارگاہ نبوی ﷺ میں گئے کہ جنوں نے اسے ظلماً شہید کر دیا ہے۔ آپ ﷺ دعا فرمائیں یہ زندہ ہو جائے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دعا سے زندہ تو ہو سکتا ہے لیکن اب یہ نجات یافتہ ہے اور اللہ کے نزدیک شہید ہے اگر پھر زندہ ہوگا تو کون جانے کہ موت کے وقت اس کی صورت حال کیا ہوگی۔ اگر اس کے باوجود تم لوگ اصرار کرتے ہو تو میں دعا کرتا ہوں ان شاء اللہ زندہ ہو جائے گا۔ تو سب نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اگر یہ اپنے مقام پہ پہنچ گیا تو اللہ اسے نصیب کرے پھر اسے امتحان میں ڈالنا مناسب نہیں ہے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آئندہ جو جن کسی موذی جانور کی شکل میں متشکل ہو جیسے سانپ ہے یا بھیڑیا ہے یا کوئی جو ایذا دینے والا جانور ہے اور وہ مارا جائے تو اُس کا کوئی قصاص نہیں ہوگا جنوں کو احتیاط کرنی چاہئے چونکہ وہ مختلف اشکال میں متشکل ہو سکتے ہیں اور جب وہ مجسم ہوتے ہیں کسی جانور کی شکل میں اختیار کرتے ہیں تو انہیں پکڑ لیا جائے تو پکڑے جاتے ہیں جب تک چھوڑیں نہیں، شکل تبدیل نہیں کر سکتے۔ یا مار دیں تو مر جاتے ہیں تو فرماتے ہیں میں نے وہ مسئلہ بیان کیا تو ایک بہت بوڑھے جن نے جس کے پپوٹے بھی نہیں اٹھ رہے تھے اور اُس نے اس طرح سے پکڑ کر آنکھیں کھولیں اور مجھے دیکھا اور کہنے لگا کہ اللہ تمہارا بھلا کرے، میرا تو اب حافظہ کام نہیں کرتا تم نے وہ منظر مجھے دکھا دیا جس محفل میں یہ فیصلہ ہوا تھا میں موجود تھا اور میں اس پہ گواہ ہوں کہ یہ حق ہے اور حضور ﷺ نے ایسا ہی فرمایا تھا۔ تو وہ لکھتے ہیں۔ کہ اپنی کتب میں کہ میں تابعی ہوں، میں نے صحابی کی زیارت کی ہے۔

تو اس اعتبار سے شیاطین کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ہم آزاد کشمیر (باغ) سے واپس آرہے تھے باغ میں ایک بڑا معرکۃ العرا جلسہ تھا۔ حضرت جی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ تشریف لے گئے میں ہم رکاب تھا آج کل کی طرح ''کنوینس'' نہیں ہوتی تھی۔ مشکل سے ملتی تھی اور بڑا وقت صرف ہوتا تھا تو پنڈی سے ہم اس باغ کی بس پہ بیٹھے راجہ بازار سے بسیں جاتی تھیں۔ تو واپسی پر چونکہ پہاڑی علاقوں میں یہ جنات کا مرض زیادہ ہے زمین پر انسانوں سے پہلے جن آباد تھے اور انہیں پہاڑوں کی طرف ہنکا دیا گیا اور زمین خالی کرالی گئی تو اب بھی جو طاقتور قسم کے جن ہیں وہ پہاڑی علاقوں میں زیادہ ہیں یہ ہمارا تجربہ ہے۔ آزاد کشمیر میں دیکھا، گلگت وغیرہ اور چترال کے علاقوں میں دیکھا تو وہاں کثرت میں بھی ہیں اور طاقتور بھی ہیں بہت بڑے بڑے ہیں تو اس پہ بات چلی تو حضرت رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

www.naqshbandiaowaisiah.com



فرمانے لگے کہ اس وقت روئے زمین پر جتنی آبادی انسانی ہے تقریباً اُس سے نو گنا زیادہ آبادی جنات کی ہے چونکہ وہ پہلے سے ہیں پھر جو وہ زمین میں داخل ہوئے تو اب تو وہ ساری زمین پہ بستے ہیں لیکن اس کے باوجود جو بہت طاقتور لوگ ہیں اُن کے وہ اُدھر ہی رہتے ہیں پہاڑوں میں۔ تو جتنی آبادی جنات کی ہے شیطان کی اولاد جو ہے وہ اس سے کم از کم نو گناہ زیادہ ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری یہ فضا اس مخلوق سے بھری ہوئی ہے اور ایک ایک بندے کو گمراہ کرنے کے لئے اُن کے پاس بے شمار افراد ہیں۔ جنوں کی اکثریت بھی گمراہ ہے بنیادی طور پر تو مزاج اُن کا بھی ناری ہے اور بہت کم نور ایمان سے بہرہ ور ہیں جو مسلمان ہیں وہ بہت تھوڑے ہیں اکثریت جو ہے وہ غیر مسلموں کی ہے۔

ایک اور مسئلہ اگر آپ غور فرمائیں تو اس عہد میں بہت عام ہے اور میں نے یورپ اور مغربی ممالک میں دیکھا ہے کہ وہ لوگ سارا دن کھاتے رہتے ہیں یہ تجربہ ہوا کہ ہم ایک ایئر پورٹ پہ بیٹھے ہیں وہاں انہوں نے جی بھر کے کھانا کھا لیا۔ جہاز میں سوار ہوئے تو پھر ٹائم تھا کھانے کا' کھانا سرو Serve ہوا۔ وہاں انہوں نے پیٹ بھر کے کھالیا اور میرے خیال میں آدھے پونے گھنٹے کی فلائٹ تھی' گھنٹے کی ہوگی' اگلے ایئر پورٹ پہ اترے تو انہوں نے وہاں پھر کھانا کھالیا تو یہ حیرت ہوتی تھی کہ ایک بندہ دو تین گھنٹوں میں کس طرح بار بار کھالیتا ہے جتنا کھانا اُس کی طلب ہے اتنا پھر کیوں کھالیتا ہے۔ یا سارا دن منہ ہلاتے رہیں گے' کچھ نہ کچھ چیز منہ میں ڈالتے رہیں گے' کھاتے رہیں گے تو ہوتا یہ ہے کہ یہاں ہم اپنے گھروں میں بھی دیکھتے ہیں کہ بندے تین ہیں کھانا دس بندوں کا کھا جاتے ہیں' آٹا دال پورا ہی نہیں ہوتا۔ جنوں کی خوراک ہے چونکہ یہ ایک غیر مرئی نظر نہ آنے والی مخلوق ہے تو غذا میں جو انرجی ہوتی ہے جو طاقت ہوتی ہے جو نظر نہیں آتی جو کھانا حل ہونے کے بعد وجود کو ملتی ہے وہ ان کی غذا ہوتی ہے تو یہ کھانے میں سے وہ جو انرجی لے لیتے ہیں اگر کھانا حرام کا ہے تو پھر انہیں کوئی روکنے والا ہی نہیں۔ حلال ہے اور اُسمیں ناپاک مل گیا پھر بھی انہیں کوئی روک نہیں سکتا تو چونکہ ہم احتیاط نہیں کرتے' کھانا حلال نہیں ہوتا' پھر پاکیزہ نہیں ہوتا' تو اُس میں انرجی تو وہ حاصل کر لیتے ہیں وہ کھا لیتے ہیں ان کی موج ہو جاتی ہے اب پیچھے رہ گیا ''پھوگ'' وہ جس کی مرضی کھاتا رہے۔ ایک بندہ دس بندوں کی خوراک کھائے گا تب جا کر اُس کی بھوک مٹے گی یا اُس کے بدن کی ضرورت پوری ہوگی۔ تو جہاں یہ نہیں ہے وہاں اتنا خرچ نہیں ہوتا۔

آپ یہاں دارالعرفان کے اخراجات میں سے دیکھ لیں کہ دس روٹیاں کھانے والا بندہ بھی یہاں ایک روٹی پہ بھی اُس کا پیٹ بھر جاتا ہے۔ اُس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ یہ غذا حلال ہوتی ہے اور پاکیزہ ہوتی ہے تو جہاں بھی جس گھر میں بھی اس کا خیال رکھا جائے تو وہاں غذا کا حاصل بھی ہوتا ہے' تعمیر بدن بھی ہوتی ہے اخراجات کم ہو جاتے ہیں اور یہ جنات وغیرہ بھی نہیں کھا سکتے۔ اور یہ جتنے چڑھاوے ہم خانقاہوں پہ چڑھا کر دیگیں پکاتے ہیں اور جتنی وہاں چیزیں کھانے پینے کی چھوڑ آتے ہیں تو یہ سارا موج میلہ انہی کا ہوتا ہے اور جہلا کو اس کا پابند اور عقیدت مند رکھنے کے لئے کبھی کسی کو ڈرا بھی دیں یا کبھی کسی کو خواب میں بھی دکھائی دے جائیں تو اُن کے لئے یہی دلیل کافی ہوتی ہے وہ اُدھر بھاگتے رہتے ہیں تو عموماً دیکھا یہ گیا ہے کہ ایسی خانقاہوں پہ ان کی بڑی آبادیاں ہوتیہیں' وہاں مفت میں غذا ملتی ہے حالانکہ ان کے لئے بھی حلال یہ ہے کہ اللہ کریم نے ان کی غذا دو چیزوں میں منحصر کر دی ہے اجناس جو جانور کھاتے ہیں تو جانور کے گوبر میں یا جانور کے پیٹ میں اُس سے 100% غذائیت نکلتی نہیں ہے تو کم و بیش آدھی یا اس سے کم خارج ہو جاتی ہے اُس کے گوبر میں تو

www.naqshbandiaowaisiah.com



اُس میں وہ انرجی موجود ہوتی ہے تو ان کے لئے حلال یہ ہے کہ اُس سے انرجی حاصل کریں یا حلال جانور جو مسلمان کھاتے ہیں اور اُس کی وہ ہڈیاں چھوڑ دیتے ہیں تو اُن میں انرجی باقی ہوتی ہے اس لئے حدیث شریف میں ہڈی سے یا گوبر سے پیشاب صاف کرنا منع ہے کہ یہ دو چیزیں اُن کی غذائیں ہیں اور انہیں خراب نہ کیا جائے تو ایک تو یہ بے شمار مخلوق ہے پھر جب آدمی کی غذا بھی حلال نہ ہو اور طیب نہ ہو تو اُس میں اُن سے دفاع کی استعداد نہیں رہتی۔ اُسے وہ اپنے پیچھے آسانی سے لگا لیتے ہیں اور جن صرف ابلیس کی اولاد یا شیطان صرف ابلیس کی اولاد ہی نہیں ہے جنوں میں جو اُس کا ساتھ دیتے ہیں وہ بھی شیطان بن جاتے ہیں اور انسانوں میں جو اُس کا ساتھ دیتے ہیں وہ بھی شیطان بن جاتے ہیں۔

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ انسانوں میں سے جو شیطان بن جاتے ہیں وہ اُس شیطان سے جو ابلیس ہے زیادہ خطرناک ہیں کہ وہ دل میں خیال ڈال سکتا ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں کرسکتا' آپ کا ہاتھ پکڑ کر کہیں نہیں لے جا سکتا لیکن انسان جو شیطان بن جاتے ہیں وہ اُن شیطانوں سے زیادہ خطرناک ہیں جو جنوں میں سے ہیں۔ تو یہ ایک بہت بڑی مصیبت ہے کہ انسان کو سبز باغ دکھا کر بہلا پھسلا کر دنیوی فوائد دکھلا کر دنیوی لذتیں دکھا کر اُس میں مبتلا کر دیتے ہیں تو اس کا بنیادی حاصل اللہ کریم نے یہ فرمایا کہ

کلو مما فی الارض ۔ جو کچھ زمین میں ہے کھاؤ' تمہارے لئے ہے۔

خلق لکم ما فی الارض جمیعا ٥ زمین میں جو کچھ پیدا کیا سب تمہارے لئے ہے لیکن دو باتیں یاد رکھو۔ ایک تو وہ چیز فی نفسہ حلال ہو۔ اور آپ کا اُس چیز کو حاصل کرنے کا طریقہ بھی حلال ہو۔ ایک تو چیز حلال ہو' اگر ایک چیز حلال ہو' اگر ایک چیز ہی حرام ہے تو اُسے آپ حلال طریقے سے کیا حاصل کریں گے۔ مردار جانور ہے یا حرام جانور ہے آپ اُسے جائز پیسوں سے بھی خریدیں گے تو وہ حلال تو نہیں ہو جائے گا۔ چیز بھی حلال ہو اور اُس کے حصول کا طریقہ بھی حلال ہو اُس کے بعد اُسے طیب پاکیزگی سے کھائیں' اُس میں پھر کوئی ناپاکی شامل نہ کردیں کوئی پلیدی شامل نہ کردیں' کوئی ناپاک پانی اُس میں شامل نہ کردیں۔ یا ایک آدمی ہے باورچی ہے' پکاتا ہے اُس پہ غسل واجب ہے اُس نے غسل ہی نہیں کیا تو پاکیزگی کہاں سے آئے گی۔ ہاتھ منہ دھو کر کھانا پکانے لگ گیا تو اس طرح کی چیزیں وہ برتن دھونے میں غیر محتاط ہوتے ہیں تو پاک پلید کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ میں نے یہ دیکھا ہے کہ چھوٹے سے گڑھے میں پانی کھڑا ہے وہ پانی خود ناپاک ہے خواتین اُس میں کپڑا دھو کر پاک کر لیتی ہیں۔ ایسے ہی کوئی کرامت ہے عجیب بات ہے کہ وہ پانی خود ناپاک ہے اُس میں کتے بلے ہر کوئی داخل ہو رہے ہیں اور تھوڑا سا پانی ہے اُس میں کپڑا دھو کر پاک کر لیتے ہیں کیسی عجیب بات ہے!

تو یہ دو چیزیں جو ہیں کہ زمین کی چیزیں استعمال کرو لیکن شرط یہ ہے کہ حلال ہو فی نفسہ حلال ہو۔ اُس کے حاصل کرنے کا طریقہ حلال ہو اور پھر اُس پہ شرط ہے کہ وہ طیب ہو' وہ پاکیزہ ہو' پاک صاف ہو' اگر آپ یہ محنت کریں گے تو اللہ کریم شیطان کی پیروی سے بچنے کیلئے آپ کی حفاظت فرمائے گا۔

ولا تتبعوا خطوٰت الشیطٰن. شیطان کے نقوش قدم پر مت چلو لیکن اُس سے پہلے یہ ارشاد فرمادیا کہ حلال اور طیب کھاؤ تاکہ تم اُس سے بچ سکو۔ یعنی جو شخص محنت کرتا ہے اور حلال طریقے سے روزی کماتا ہے اور اُس سے حلال رزق خرید کر کھاتا ہے اور اُسے طیب پاکیزہ کر کے کھاتا ہے تو اللہ کریم اُس کی حفاظت فرماتے ہیں اور وہ شیطان کے نقش قدم پر چلنے سے بچ جاتا ہے اس لئے کہ شیطان جو ہے

www.naqshbandiaowaisiah.com



**انہ' لکم عدو مبین** '۔ وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔انسان کا دشمن ہے' مسلمان سے تو دشمنی ہے ہی دوستی کافر سے بھی نہیں ہے۔ اس لئے یہ حکم دیا جا رہا ہے۔**یا یھا الناس**۔ ساری اولاد آدم علیہ السلام کو کہ اگر کوئی نور اسلام سے بہرہ ور نہیں ہے تو وہ تو شیطان کی گود میں بیٹھا ہے لیکن اگر وہ بھی یہ کوشش کرے کہ جائز وسائل سے حلال روزی حاصل کرے اور اُسے پاکیزہ کر کے کھائے تو عین ممکن ہے کہ اللہ کریم اُسے شیطان کے چنگل سے نجات دے دیں اور اُسے نور ایمان نصیب ہو جائے اور جو پہلے سے مومن ہے جس کے پاس نور ایمان ہے اُس کے نور ایمان میں مزید ترقی ہو اور اللہ کریم اُسے شیطان کی پیروی سے بچائے اور اُسے مزید قرب الٰہی حاصل ہو۔اس لئے کہ شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے' وہ کسی کی بھی بہتری نہیں چاہتا۔

اب یہ کیسے پتہ چلے کہ ہم شیطان کے پیچھے چل رہے ہیں تو فرمایا اُس کی نشانی یہ ہے کہ شیطان **انما یامرکم بالسوء والفحشاء**۔شیطان تمہیں پہلے برائی پہ لگاتا ہے جہاں ملازمت کر رہے ہو وہاں سے چوری کرلو' جو چیز خرید رہے ہو اُسے پیسے تھوڑے دو یا نہ دو یا دھوکے سے خرید لو' جو بیچ رہے ہو اُس پر زیادہ پیسے لے لو اور دھوکے سے بیچ دو۔ پہلے برائی کا حکم دیتا ہے اگر آدمی بُرائی میں مبتلا ہو جائے تو پھر فاشی کی طرف لے جاتا ہے ہر گناہ حیا کو ختم کرتا ہے اور بے حیائی کو جنم دیتا ہے تو شیطان کا طریقہ واردات یہ ہے کہ پہلے وہ بُرائی کراتا ہے تو یہ اللہ کریم نے ایک نشانی بتا دی کہ جنہیں حلال اور طیب کھانے کو بتایا ہے وہ یہ دیکھیں کہ کہیں وہ بُرائی میں مبتلا تو نہیں ہو رہے اگر ایسی بات ہے تو توبہ کرے' رجوع الی اللہ کرے' واپس آ جائے۔ اگر بُرائی میں ملوث ہوگا تو آگے اُسے شیطان بے حیائی میں لے جائے گا پھر وہ ایسے امور کا مرتکب ہوگا جو حیاء کے خلاف ہیں اور اگر یہ بھی اُس نے برداشت کر لیا اس میں مبتلا ہو گیا تو پھر وہ کفر کی طرف لے جائے گا **ان تقولو علی اللہ مالا تعلمون**۔ پھر اللہ کے بارے تم ایسی باتیں کرنے لگو گے جن کا کسی علم سے کوئی تعلق نہیں ہے جو تم نہیں جانتے۔ پھر تمہیں کہیں قدرت باری میں شک ہوگا' کہیں وجود باری میں شک ہوگا' کہیں آخرت میں شک پڑ جائے گا' کہیں جنت دوزخ پہ سوال پیدا ہونے لگیں گے پھر وہ کفر تک لے جائے گا بندے کو۔تو اس سے بچنے کے لئے بنیادی بات یہ ہے کہ آپ شروع سے ہی حصول رزق کے معاملات میں ہی محتاط ہو جائیں۔ حلال روزی کمائیں' حلال طریقے سے کمائیں اور اُسے پاک صاف پاکیزہ کھائیں' تو جو لوگ اس میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

**واذا قیل لھم اتبعو ا ما انزل اللہ**.

جب اُن سے کہا جائے کہ جو اللہ نے نازل فرمایا ہے جو دین برحق ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے پہنچایا ہے اُس کے مطابق کام کرو تو وہ کہتے ہیں۔

**قالو ابل نتبع ما الفینا علیہ اباء نا** O آج تک ہمارا باپ دادا جس طرح کرتا آیا ہے ہم اُس طرح کیسے نہ کریں۔ کفار سے آپ بات کرو تو وہ کہتے ہیں جی صدیوں سے ہمارے پاس یہ دین آ رہا ہے' یہ ہمارا دین ہے اور ہم اسی کو حق سمجھتے ہیں ہماری کتنی نسلیں اس پر عمل کرتے گزر گئیں' تو وہ تو خیر کفر کی مصیبت میں مبتلا ہیں آپ مسلمانوں میں دیکھ لیجئے کوئی ایک ایسا کام اس وقت موجودہ حالات میں نظر نہیں آتا جس میں رسم دنیا داخل نہ کر دی گئی ہوحتی کہ اذان نماز اور روزے کی افطاری میں بھی رسوم دنیا داخل کر دی گئیں ہیں۔

یہاں میں دیکھتا ہوں ''منارہ'' ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ یہاں دارالعرفان میں ''ہوٹر'' بجتا ہے تو کچھ لوگ اعلان کر دیتے ہیں کہ بھئی! روزہ افطار ہو گیا' پھر ایک ڈیڑھ آدھ منٹ بعد ایک اور اعلان ہوتا ہے

www.naqshbandiaowaisiah.com



کہ جی روزہ افطار ہو گیا۔ پھر دو منٹ بعد ایک اور اعلان ہوتا ہے کہ جی روزہ افطار ہو گیا۔ پھر اُس کے دو منٹ بعد ایک اور اعلان ہوتا ہے روزہ افطار ہو گیا۔ یہ سارے اہل سنت اور سارے حنفی ہیں تو یہ کیا وجہ ہے ایک ایک آدھ منٹ کا فرق ان میں کیوں ہے۔ گنتی کے چند سو افراد ہیں' اپنی اپنی انا اُس میں داخل ہے۔ اب جی انہوں نے ہوٹر بجایا تو ہم چھوڑ دیں تو یہ تو اُن کی بات بن گئی نا وہ پیشوا بن گئے۔ اسی طرح کوئی آدمی فوت ہو جاتا ہے تو امور شرعی کا لحاظ کم رکھا جاتا ہے اب غسل کفن تو مجبوری ہے لیکن رسومات ساری وہ ادا کریں گے جو باپ دادا سے ورثہ میں ملی ہیں وہ جی ہمارے سارے اس طرح کرتے تھے۔ بھئی! اگر باپ دادا غلط کرتے تھے تو یہ کوئی دلیل تو نہیں ہے اور کچھ نہیں ہو سکا تو پھر وہ اُس کے "تیسرا" یا یہ اب "قُل" ہے' یہ اب "دسواں" ہے' یہ اب "چالیسواں" ہے' پتہ نہیں کیا کیا کہاں کہاں سے لے آئے۔ کچھ بھی نہیں ملتا کسی چیز کا کوئی شرعی ثبوت تو ہے نہیں۔

"عبدالقیوم شہید" ہو گیا اللہ اُس کی شہادت قبول فرمائے۔ ہم نے تو کوئی قُل کوئی تیسواں کوئی دسواں کچھ بھی نہیں کیا' کچھ بھی نہیں ہوا۔ شرعی طریقہ ہے جب میت آ گئی' جلدی سے جلدی اُسے دفن کرو' یہاں میت پہنچی تو سب نے کہا جی کل دفن کریں گے' میں نے کہا کیوں کل دفن کریں گے۔ جی قبر نہیں بنی۔ میں نے کہا قبر میں لگ جاؤ' جلدی سے بنا لو۔ روزہ افطار کر کے مغرب کی نماز پڑھ کے اتنے تک قبر بن جائے گی اور ابھی تو ظہر کا وقت ہے مغرب تک قبر تیار کر لو' مغرب کے بعد دفن کر دیں گے قبر کا ہی انتظار کرنا ہے نا۔ اب یہ ضروری تو نہیں ہے کہ میت کو رات بھر رکھیں رات بھر رکھنے سے کیا ہو گا۔ جبکہ حکم شرعی ہے کہ جتنا جلدی ممکن ہو دفن کیا جائے۔ تو افطاری اور مغرب کی نماز کے بعد جنازہ ہوا اور عشا سے پہلے دفن ہو گیا تو دفن میں بھی کتنی رسومات ہیں۔ یہاں یہ کیا جائے یہاں وہ! اس کا کوئی شرعی ثبوت نہیں ملتا۔

شادی میں کتنی رسومات ہیں جن کی کوئی شرعی دلیل نہیں ملتی۔ تو اُس پہ دلیل کیا ہوتی ہے تو وہ جی اسی طرح سے ہوتا آ رہا ہے۔ باپ دادا سے ہم نہیں کریں گے تو ناک کٹ جائے گی وہ کون سی ناک ہے بھئی جو شریعت پر عمل کرنے سے کٹتی ہے۔ اُس کا بچانا صحیح نہیں ہے' اُس کا کٹانا ہی صحیح ہے' اگر شریعت پر اور سنت پر عمل کرنے سے ناک کٹتی ہے تو اُسی کا کٹ جانا ہی بہتر ہے کہ ناک کے بغیر گزارہ ہو سکتا ہے لیکن شریعت کے بغیر گزارہ ممکن نہیں ہے تو اسی طرح کی رسومات مسلمانوں میں بھی عام آ گئی ہیں۔

واذا قیل لھم اتبعو ما انزل اللہ. جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے۔ اب جو اذان محمد رسول اللہ ﷺ نے جس کا حکم دیا اور پچھلی چودہ صدیوں میں وہی اذان ہوتی رہی۔ اب پندرہویں صدی میں اگر اُسی کے ساتھ پتہ نہیں کیا کیا شامل ہو گیا اور موذن کی مرضی ہے ہر مسجد کا موذن اپنی مرضی سے اُس میں جو چاہے آگے پیچھے لگا لیتا ہے۔ یعنی کوئی چیز اُس میں مستقل بھی نہیں ہے بھئی! صحابہ کی اذان ہوتی رہی' تابعین تبع تابعین کی ہوتی رہی' چودہ سو سال مسلمانوں کی ہوتی رہی اب اُس میں آپ نے اضافے کیوں شروع کر دیئے ہیں بس جی وہ نہیں کریں گے' جو نہیں کرتا وہ وہابی ہے وہ منکر ہے وہ توہین رسالت کا مرتکب ہے۔ جو نافرمانی کر رہا ہے یہ خود مرتکب نہیں ہے اور جو حضور ﷺ کے حکم کے مطابق کر رہا ہے وہ نافرمان ہے یہ کیسی عجیب بات ہو گئی!

یہ چیزیں کیوں آتی ہیں حرام کھانے سے ناپاک کھانے سے انسان شیطانوں کے پیچھے چل پڑتا ہے اور شیطان اُسے بُرائی میں مبتلا کرتا ہے۔ پھر دین نہیں بے راہ رو ہو جاتا ہے۔ ہدایت تو اللہ کے دین میں ہے' اللہ کی کتاب میں ہے' اللہ کے حبیب ﷺ کے اتباع میں ہے'

www.naqshbandiaowaisiah.com



آپ ﷺ کے فرمان میں ہے۔اب اُس سے ہٹ کر کسی کے باپ دادا نے کوئی رواج بنالیا تو اسے عبادت سمجھ کر کرنا ظلم ہے۔ بعض رسومات ایسی ہیں جن پر شریعت کو کوئی اعتراض نہیں ہے جنہیں مباح قرار دیا جا سکتا ہے بعض واقعات بعض اعمال ایسے ہیں جو شرعاً مباح ہیں لیکن اگر انہیں مباح سمجھ کر کیا جائے پھر تو درست ہے جب عبادت سمجھ کر کیا جائے تو پھر وہ بدعت ہو جائیں گے۔ پھر مباح نہیں رہیں گے۔ عبادت وہی ہے جو حضور اکرم ﷺ نے مقرر کر دی کہ یہ عبادت ہے تو ہمارے رواجات جو بعض مباحات بھی ہیں انہیں اگر عبادت کا درجہ دے دیا جائے تو وہ بدعت بن جائے گی اور ظلم ہوگا۔ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا انجام جہنم ہے۔

**کل بدعتہ ضلالتہ و کل ضلالتہ فی النار.** تو زیادہ حسرت اُن لوگوں کو بھی ہوگی کہ جو زندگی بھر محنتیں کرتے رہے، مشقتیں کرتے رہے خود کو دین دار سمجھا اور عمل رسومات پر کرتے رہے تو ساری عمر کی محنت اور مجاہدے کے بعد جب قبر میں داخل ہوں گے تو پتہ چلے گا کہ ہم تو ظلم کرتے رہے اور جو کچھ ہم کرتے رہے اُس پر انعام تو کیا اُس پر تو الٹی سزا ہوگی، وہ تو قابل درگزر بھی نہیں ہیں۔ تو کتنی بڑی حسرت ہوگی! لہٰذا اللہ کریم نے پوری زندگی کے لئے یہ نسخہ بتا دیا ہے کہ رزق حلال کھاؤ اور طیب کھاؤ۔ حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ لنگر مخدوم آتے جاتے ہوئے ایک گاؤں آتا ہے اب بھی وہ گاؤں وہاں موجود ہے "چھنی" تو اُس وقت تو "کنونس" کا یہ حال نہیں تھا اور بڑی مشکل سے سواری ملتی تھی کہیں بس کہیں تانگہ کہیں اس طرح تو وہاں سے پیدل پھر لنگر مخدوم جاتے تھے سڑک پہ اُتریں تو پہلے وہ گاؤں آتا ہے۔ تو مجھے وہاں شام ہوگئی تو لوگوں نے کہا کہ جی آپ ٹھہر جائیں اور صبح چلے جایئے گا۔ ہم آپ کے کھانے کا انتظام کرتے ہیں تو آپ فرماتے تھے کہ میں نے کہا کھانا تو میں کھاؤں گا لیکن میری ایک شرط ہے کہ نمازی عورت کے ہاتھ کا پکا ہوا ہو۔اب جو نماز ادا نہیں کرتی اُس کا ہاتھ طیب کہاں ہوگا اور اُس کے ہاتھ کا پکا ہوا پاکیزہ کہاں ہوگا تو کسی نمازی عورت کے ہاتھ کا پکا ہوا ہو تو سارے گاؤں میں تلاش کرنے کے بعد انہوں نے معذرت کر لی کہ اس گاؤں میں تو کوئی عورت ایسی نہیں ہے جو نماز پڑھتی ہو تو فرماتے تھے میں نے کہا پھر ایسا کرو کہ جو نمازی مرد دودھ نکالتے ہیں مجھے کسی بھینس کا دودھ تھوڑا سا دے دو اُس پہ گزارہ کرلوں گا۔ تو کھانے میں حلال ہو ایک چیز فی نفسہ حلال ہو پھر اُس کے حصول کا طریقہ حلال ہو، جائز ہو، اور پھر اُسے پاکیزہ رکھ کر کھایا جائے اُس میں ناپاکی شامل نہ ہو تو یہ چیز شیطان کی پیروی سے بچانے کا بہترین نسخہ ہے اور اگر کوئی شیطان کی پیروی میں پھنس گیا تو وہ بُرائی کا حکم دے گا۔ بُرائی میں مبتلا ہو گیا تو پھر بے حیائی کا حکم دے گا۔ بے حیائی میں مبتلا ہو گیا تو پھر اُس کے منہ سے ایسے کلمات نکلوائے گا، اللہ کی ذات کے بارے، نبی کریم ﷺ کے بارے، دین کے بارے کہ جو جہالت ہوں گے جو وہ نہیں جانتا یعنی اُسے کفر تک پہنچائے گا اور لوگوں کا یہ عالم ہے کہ جو غلط رواج بھی اپنا لیتے ہیں یا کفار کا یہ عالم ہے کہ جو انہوں نے دین کے نام پر بے دینی جمع کر رکھی ہے اُن سے کہا جائے کہ جو اللہ نے نازل کیا ہے اُس کی پیروی کرو تو اُن کا جواب یہ ہوتا ہے کہ بھئی آج تک باپ دادا جو کرتے رہے ہم وہ کریں گے، کیا وہ سارے غلط تھے اور تم صحیح ہو۔ ہمارے باپ دادا سارے جو یہ کرتے تھے وہ غلط کرتے تھے اور تم آج ہدایت پر ہو۔ تو پیروی تو پھر ہدایت کی پیروی ہوئی باپ دادا کی پیروی تو نہیں ہے وہ تو ہدایت اللہ کی ہدایت کی پیروی ہے اور دین ہے ہی توارث۔ ہم پہلوں کی پیروی میں کرتے ہیں سارا کام لیکن شرط یہ ہے کہ وہ باعقل ہوں اور ہدایت پر ہوں، بے وقوف یا جاہل اور گمراہ نہ ہوں۔

**و آخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین o**

www.naqshbandiaowaisiah.com

یہاں جو بعض لوگوں کو غلطی لگتی ہے کہ ذکر کرنے سے یا عبادت واطاعت سے مجھے مختلف کمالات کیوں حاصل نہیں ہوتے اس کا جواب بھی یہ ہے کہ اطاعت کا ثمرہ تقویٰ ہے پس ہر شخص کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ پہلے میرے دل کی، میرے اعمال کی اور میرے احساسات کی حالت کیا تھی اور ذکر واذکار یا عبادت کرنے کے بعد میری قلبی کیفیت کیا ہے اور میرے اعمال میں کیا تبدیلی آئی ہے۔ اگر واقعی اللہ کی نافرمانی کم ہو رہی ہے اور جذبہ اطاعت پیدا ہو رہا ہے تو جس مجلس کی یہ برکات ہیں وہ حق ہے اور اگر محض وقتی ہیجان اور جوش ہے مگر دل میں کوئی ایسی تبدیلی نہیں آرہی ہے جو بدن کو منہیات سے روک دے تو وقت کا ضیاع ہے۔ کشف وکمال حاصل ہو نہ کوئی مزیدار انعام تو کوئی حرج نہیں مگر تقوی ضرور حاصل ہونا چاہیئے خواہ کسی درجے میں ہو۔ ہر شخص کا تقویٰ بھی اس کی ہمت کے مطابق ہوگا۔

کنزالطالبین

تعاون

اسلم ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ

مینوفیکچررز آف پی سی یارن

پُل کوریاں، سمندری روڈ فیصل آباد فون 2-041-2667571

www.naqshbandiaowaisiah.com



# دماغی کیفیات کا علاج بذریعہ قلب

انسانی زندگی کی تمام خواہشات اور آرزؤں کا مرکز لطیفہ قلب ہے اس میں عجیب صلاحیتیں ہیں کہ یہ اپنے خالقِ حقیقی سے مربوط ہوسکتا ہے کیفیات ہجر ووصال سے دوچار ہوتا ہے جب یہ روشن اور صاف ہوتا ہے تو اسکی خواہشات بھی اُجلی اُجلی اور شفاف ہوتی ہیں اگر دماغی حکومت ان کی تکمیل کر پاتی ہے تو یہ شکر کے جذبات سے لبریز ہوکر روحانی خوشی اور جسمانی صحت دونوں نعمتیں حاصل کرتا ہے۔

**امیر محمد اکرم اعوان**
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دماغ جسم کا سیکرٹریٹ ہے اور جسم کے ہر ہر حصے کی حرکت اسکی محتاج ہے۔ دماغ کے مختلف حصے جسم کے مختلف اعضاء سے پیوستہ ہیں جب وہ حکم دیتا ہے کہ اسکے مطابق ہی حرکت وسکون پیدا ہوتے ہیں اور بڑی عجیب بات یہ بھی ہے اور یہ خصوصاً قابل غور ہے کہ اعضاء کی حرکات سے جو نتائج پیدا ہوتے ہیں ان سے دماغ ضرور متاثر ہوتا ہے۔ دماغ کسی خواہش کی تکمیل کیلئے اعضا کو احکام جاری کرتا ہے۔ اگر نتیجہ اس کے مطابق ہو تو دماغ کو فرحت وانبساط نصیب ہوتا ہے لیکن نتیجہ خلاف توقع ہو تو دماغ پریشان ہوجاتا ہے اور اگر یہ پریشانیاں مسلسل ہوں یا کوئی ایک بڑی پریشانی دماغی امراض کا سبب بن سکتی ہے اور پھر ماہرین مختلف طریقوں سے اس کی توجہ مبذول کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اسکے اثرات سے اسے نکالا جاسکے۔ میری رائے میں میڈیکل سائنس کی تمام کاوشوں کی حد یہاں تک ہے لیکن سوال یہ ہے کہ یہ خواہش کہاں سے آتی ہے کیا دماغ ازخود خواہش کرتا ہے یا کوئی دوسرا ہے جو دماغ سے بھی بڑی طاقت ہے اسکا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ بعض لوگ ایسے کام بھی کرتے ہیں جن کو خود انکی عقل بھی درست نہیں سمجھتی تو پھر ایسا کام کرتے کیوں ہیں مثلاً ایک آدمی نشہ کرتا ہے اس سے بات ہو تو اسکا اپنا دماغ بھی کہتا ہے کہ یہ غلط ہے مگر دل کرتا ہے دل چاہتا ہے اس لئے کرتا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ دل دماغ پر حکومت کرتا ہے اور خواہش وآرزو دل میں پیدا ہوتی ہے۔ مگر دل تو محض ایک مشین جو بدن کو خون پہنچاتی ہے اور بس ایسا نہیں ہے اسی مشین کے اندر ایک لطیفہ ربانی ہے جسے قلب کہا گیا ہے اور کتاب اللہ میں اسکا ذکر بکثرت ملتا ہے اور انگریزی میں اُسے **Setel heart** سٹل ہارٹ کہا گیا ہے دراصل انسانی زندگی کی تمام خواہشات اور آرزؤں کا مرکز یہی لطیفہ قلب ہے اس میں عجیب صلاحیتیں ہیں کہ یہ اپنے خالقِ حقیقی سے مربوط ہوسکتا ہے کیفیات ہجر ووصال سے دوچار ہوتا ہے روشن اور صاف ہوجاتا ہے تو اسکی خواہشات بھی اُجلی اُجلی اور شفاف ہوتی ہیں اگر دماغی حکومت انکی تکمیل کر پاتی ہے تو یہ شکر کے جذبات سے لبریز ہوکر روحانی خوشی اور جسمانی صحت دونوں نعمتیں حاصل کرتا ہے بعض اوقات امور کی تکمیل اسکی آرزو کے مطابق نہیں ہوپاتی مگر دل کو صدمہ نہیں ہوتا کہ وہ لذت آشنائی کے باعث اسی بات پہ خوش ہوجاتا ہے کہ میں نے اپنے محبوب کی خاطر ایک کوشش تو کی لہذا دماغی صحت بھی بہت بہتر ہوتی ہے مگر اکثر ایسا ہوتا ہے دل اس استعداد کو

www.naqshbandiaowaisiah.com



غلط استعمال بھی کر لیتا ہے اور اسکا رابطہ بدی کی طاقت سے ہو جاتا ہے یعنی شیطن سے متعلق ہو جاتا ہے جو اسے غلط اور بُری خواہشات میں الجھا دیتا ہے لہذا غلط خواہشات بطور احکام دماغ کو جاتی ہیں اگر انکی تکمیل ہوتی ہے تو وقتی لذت ضرور ملتی ہے لیکن اس کے اثرات بد سے جسمانی صحت بھی متاثر ہوتی ہے اور دماغی صحت اس سے زیادہ متاثر ہوتی ہے اگر اس میں تسلسل ہے تو جسمانی کمزوریوں اور امراض کے ساتھ دماغی امراض پیدا ہونے لگتے ہیں اور پھر ان سے واپسی محال ہونے لگتی ہے انسان مزید آگے بڑھنے لگتا ہے اور بعض اوقات پاگل پن تک پہنچ جاتا ہے اور بعض اوقات لا علاج ہو جاتا ہے اسکی عمر اس میں ضائع ہو جاتی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اسکا علاج کیا ہوسکتا ہے۔ میڈیکل سائنس کا علاج یہاں زیر بحث نہیں مگر ایک عجیب علاج ذکرِ الٰہی بھی ہے جسکا پس منظر کسی قدر جاننا ضروری ہے۔

قلب کے اندر جو لطیفہ ربانی ہے دراصل اس کی غائیت معرفتِ الٰہی ہے کہ رب جلیل کو جاننے کیلئے انسانی حواس بہت ناکافی ہیں نہ اسکی مثل ہے نہ مثال چھونا تو درکنار سوچ کے گھوڑے بھی اس تک نہیں پہنچ سکتے۔ عقل سے صرف اتنا جانا جاسکتا ہے کہ "کوئی ہے جو نظام ہستی چلا رہا ہے"۔ مگر وہ کون ہے؟ کیسا ہے۔ اسکی ذات کیسی ہے اسکی صفات کیسی ہیں ان تمام سوالوں کے جواب کوئی نکتہ ور کوئی فلسفی نہ دے سکا ہمیشہ ہر عہد میں اللہ نے نبی اور رسول مبعوث فرمائے جن کے قلوب نور نبوت سے آراستہ تھے اور انہوں نے ان کے جوابات ارشاد فرمائے مگر وہ جوابات کسی ایسے فرد کو فائدہ نہ دے سکے جو ایمان نہ لایا۔ ایمان قلب ہی کی ایک کیفیت ہے جو یقین کے نام سے موسوم ہے اس یقین کی حد یہ ہے نبی اور رسول سچا ہے اور جو بھی یہ اطلاع دے گا وہ یقیناً درست ہوگی مگر ماننے کیلئے اور اس یقین کی کیفیت کو قائم رکھنے کیلئے اُس سے بہت آگے جانے کی ضرورت ہے اسی لئے آقائے نامدار ﷺ کے بارے چار فرائض نبوت ارشاد ہوئے۔ ترجمہ "ان کو اللہ کی باتیں سناتا ہے ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے"۔

**اول**= دعوت الی اللہ' اللہ کی بات سنا کر اسکی طرف دعوت کرنا۔

**دوئم**= جو قبول کرے اس کا تزکیہ یعنی اس کے دل کو ظلمت سے پاک اور نور سے روشن کرنا۔

**سوئم**= تعلیم کتاب اللہ

**چہارم**= تعلیم حکمت یعنی کتاب اللہ کے معانی مفاہیم یہاں قابل توجہ امر یہ ہے کہ ایمان قبول کرنے کے بعد اول کام تزکیہ ہے یعنی دل یا لطیفہ قلب سے جہالت کا غبار صاف کر کے اسے انوارات سے روشن کرنا۔ اس روشنی کے طفیل وہ ان کیفیات سے لبریز ہو جاتا ہے جو بن دیکھے اللہ کو پورے یقین سے ماننے لگتا ہے اور جو صفات الٰہیہ اللہ کا نبی بیان فرماتا ہے ذات باری کو ان سے متصف جاننے لگتا ہے یہ کیفیات اسے اتنا یقین فراہم کرتی ہیں کہ اگر وہ مادی آنکھ سے دیکھ بھی لیتا ہے تو یقین کی اس حد کو پانے کے قابل نہ ہوتا کہ مادی آنکھ کتنی بار دھوکا کھاتی ہے اسے دکھائی کچھ اور دیتا ہے اور حقیقتاً ہوتا کچھ اور ہے لہذا جب ان کیفیات سے دل لبریز ہوتا ہے تو صفات الٰہی کو اپنی اپنی حیثیت کے مطابق سمجھنے لگتا ہے اور اسکی مرضیات یعنی ایسے کام جن سے وہ راضی ہو جانا چاہتا ہے ان امور سے بھی آگاہی چاہتا ہے جن سے وہ یعنی اللہ کی ناراضگی کا اندیشہ ہو لہذا یہ ایک طلب ہے جو اسکے اندر پیدا ہوتی ہے تو اللہ کا رسول ﷺ اسے کتاب تعلیم وحکمت فرماتا ہے اور ان کے مطابق اسکے قلب میں آرزوئیں جنم لیتی ہیں جو پوری ہو کر بھی خوشی فراہم کرتی ہیں اور اگر انسانی توقعات کے خلاف نتیجہ آئے تو بھی ایک قسم کی خوشی فراہم کرتا ہے۔ جسکے نتیجے میں

www.naqshbandiaowaisiah.com



جسمانی صحت بھی درست رہتی ہے اور دماغی صلاحیتیں بھی ترقی کرتی ہیں جیسے سیرت میں معروف واقعہ ہے کہ کسی حکمران نے اپنے لائق اطباء میں سے چند کو مدینہ منورہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خدمت کیلئے بھیجا جو کئی سال کے بعد عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ ﷺ ہمیں اجازت بخشی جائے کہ یہاں تو اتنے عرصے میں کوئی بیمار نہیں ہوا ہمیں تو ڈر ہے کہ ہم فن طبابت ہی نہ بھول جائیں۔

## قلب کا تزکیہ کیسے ہوتا ھے

نبی اکرم ﷺ تو سورج تھے جس کو بھی ایمان نصیب ہوا۔ اُسے ایک لمحہ صحبت رسول ﷺ میسر آئی اک نگاہ نصیب ہوگئی خواہ اسکی ایک نگاہ آپ ﷺ پر پڑی تو تزکیہ ہوگیا دل کیفیات سے لبریز ہوگیا اور وہ صحابی کہلایا فلک ہدایت کا ستارہ بن گیا اور اسے تعلیم کتاب وحکمت کی راہ پر لگا دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ اللہ کے آخری رسول اور نبی ہیں آپ ﷺ ہی کی نبوت و رسالت ہمیشہ کیلئے ہے لہذا آپ ﷺ کی برکات بھی ہمیشہ رہیں گی تعلیمات بھی ہمیشہ رہیں گی اور تعلیمات سے حقیقی طور پر مستفید ہونے کیلئے آج بھی برکات کی ضرورت مقدم ہے۔

## برکات اور تزکیہ کا اثر:-

قرآن کریم نے اس بات کی بھی وضاحت فرمادی کہ جب قلب برکات حاصل کرتا ہے تو کچھ حالات خود اس پر اور بدن پر وارد ہوتے ہیں جیسے ارشاد ہے ترجمہ "پھر ان کے بدن جلد سے لیکر نہاں خانہ قلب تک اللہ کا ذکر کرنے لگ گئے"۔ القرآن' گویا تزکیہ پر ذکر کا پھل لگا یہ کیفیت عہد نبوی علی صاحب الصلوۃ والسلام کے عہد زریں کی ہے پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا دور آیا تو یہی کیفیت قائم رہی مگر قوت کے اعتبار سے یقیناً ویسی نہ ہوسکتی تھی لہذا جسے صحبت صحابی نصیب ہوئی وہ تابعی کہلایا اور اسکا تزکیہ اسکے درجہ کے مطابق ہوگیا اسکے بعد تابعین کا عہد آیا تو ان کی مجلس میں آنے والا مسلمان تبع تابعی کہلایا ان تین زمانوں کو خیر القرون کہا گیا ہے جیسے حدیث پاک کا ترجمہ ہے "سب سے بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے پھر اسکے ساتھ کا پھر اس کے ساتھ کا"۔

ان ادوار میں کوئی مجاہدہ حصول تزکیہ کیلئے ضروری نہ تھا صرف صحبت سے حاصل ہو جاتا تا مگر اسکی گہرائی اور گیرائی کیلئے لوگ مجاہدہ کرتے اور جان و مال تک نثار کرتے رہے۔

تبع تابعین علیہم اجمعین کے بعد یہ حال نہ رہا بلکہ حصول تزکیہ کیلئے دو امور کی ضرورت پیش آئی۔

اول = کوئی ایسی ہستی جسکا قلب تزکیہ حاصل کر چکا ہو اور اس میں اتنی قوت بھی ہو کہ دوسرے کا قلب منور کرسکتا ہو۔

دوئم = اپنی ذات اور اپنے قلب کے ساتھ مجاہدہ کہ وہ کیفیات تزکیہ حاصل کر سکے۔

چونکہ تزکیہ کا پھل ذکر الٰہی تھا اور ہر شجر کا پھل ہی اسکا بیج بھی ہوتا ہے کے اصول کے مطابق ذکر الٰہی کو ہی بیج اور اصل کے طور پر منتخب کیا گیا جس سے مسلمانوں میں شیخ اور طالب کا رشتہ استوار ہوا جو بعد میں بدلتے بدلتے رسمی پیری مریدی میں ڈھل گیا ورنہ اسکا مقصد آج بھی وہی ہے طریقہ بھی وہی ہے اور حاصل بھی وہی چنانچہ کوئی ایسا بندہ جسکا قلب نہ صرف منور ہو بلکہ دوسرے کے قلب کو منور کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو وہ توجہ کرے، طالب ذکر کرے مجاہدہ کرے اور یوں کیفیات اسکے دل میں منعکس ہوکر اسکا تزکیہ کریں تو نتیجتاً دل صاف ہوگا تو آرزو اجلی ہوگی دماغ کو شفاف خواہش پہنچے گی اس کی تکمیل کے ذرائع جائز اور خوشگوار ہونگے اس کا حال اطمینان اور خوشی ہوگا جو بدن کو بھی صحت فراہم کرے گا اور دماغ کو بھی فرحت بخشے گا اور جو اسکی صحت و سلامتی کا سبب بنے گا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com



لہذا اگر کسی دماغی مریض کو بھی ذکر الٰہی پر لگا دیا جائے تو یقیناً آہستہ آہستہ بہتر ہونے لگے گا اور نورِ ایمان کے ساتھ اسکا علاج بھی ہوگا اور صحت بھی نصیب ہوگی انشاء اللہ۔

اگر چہ اسکی ضرورت نہیں مگر عرض کرنا مناسب ہے کہ مطلق ذکر اور ذکر قلبی اور اسکے اثرات عدم ذکر اور اسکی مصیبت یہ سب موضوعات قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں نیز ذکر کا کوئی وقت یا خاص طریقہ نماز کی طرح یا دوسری عبادات کی طرح مقرر نہیں فرمایا گیا لہذا ہر وہ طریقہ جو خلاف شریعت نہ ہو درست ہے اس لئے مشائخ نے اپنی جستجو اور تجربہ کی بنیاد پر مختلف طریقے تعلیم فرمائے جو ان کے ناموں سے موسوم ہوئے جن میں وطن عزیز میں چار معروف سلاسل تصوف پائے جاتے ہیں چشتی، قادری، سہروردی، نقشبندی، پھر نقشبندی میں دو طریقے ہیں نقشبندی مجددی اور نقشبندی اویسی دیگر دنیا میں اور مختلف بہت سے سلسلے بھی تاریخ کا حصہ ہیں۔

☆☆☆☆☆☆


## "خبر دار! دلوں کا سکون اللہ کے ذکر میں ھے"

وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں ہر اتوار کو صبح 8:30 پر اجتماعی ذکر قلبی کی محفل ہوتی ہے۔ جو مسلمان مرد و خواتین اس سعادت سے بہرہ مند ہونا چاہیں وہ درج ذیل ایڈریس پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

دارالعرفان، ہاؤس نمبر 1 سٹریٹ نمبر 26

G10/2 اسلام آباد، فون 051-2113490

# Bonvoyage Travel

Certified Agents

Chcapest Tickets of All Airlines Domestic & International.

**Office No. 308**

**3rd Floor, Al-Asghar Plaza, China Chowk Blue Area ISLAMABAD.**

**PH:0321-5371110**

**051-2872972-2870745 FAX+92 51-2870745.**

حج اور عمرہ پیکج کی سہولت بھی دستیاب ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com



المرشد سے انتخاب

# انسانی حقوق اور معرفت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی آتا ہے تو مخالف کو بھی ادب سے لینا پڑتا ہے اس لئے کہ آج تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فیصلہ غلط ثابت نہیں ہوا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حکم انسانیت کے خلاف نہیں گیا اور نہ ہی نبی نوع انسان کو تکلیف دینے کا سبب بنا' کسی کو بے وقوف نہیں بنایا بلکہ ہر ایک کو شعور بخشا ہے۔

امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ' ضلع چکوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انسانی زندگی اور انسانی شعور عجیب چیز ہے۔ رب جلیل نے ایک انتہائی حساس مشین جیسے کسی بچے کے ہاتھ میں دے دی ہو۔ جو نہیں سمجھ رہا کہ اس کا کونسا بٹن دبانے سے تباہی ہوگی اور کونسا بٹن دبانے سے روشنی ہوگی راحت ہوگی۔ اللہ جل شانہ' نے انسان کو ایک خاص شعور بخشا ہے ایک خاص درجے کی سمجھ عطا کی ہے۔ آپ حیوانات کو دیکھتے ہیں اُن میں اتنی سمجھ ہے کہ بھوک لگے تو وہ بھوک مٹانا چاہتے ہیں۔ اُن میں یہ تمیز نہیں ہے کہ یہ چیز کھانے کی ہے یا نہیں اپنی ہے یا بیگانی ہے۔ اچھی ہے یا بُری ہے۔ انہیں پیٹ بھرنا ہے اور کوئی خواہش پیدا ہوتی ہے تو وہ اُس کی تکمیل کے لئے دوڑتے ہیں۔ انسانی شعور صرف ایسا نہیں ہے کہ وہ خواہشات کی پیروی کرتا رہے۔ بلکہ انسان کو اللہ کریم نے وسعتِ نظر دی ہے یہ کائنات کو دیکھتا ہے۔ اُس کی تبدیلیوں کو' حالات کو' دیکھتا ہے محرکات کو دیکھتا ہے اور پھر تجزیہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے کہ یہ سارے محرکات یہ سارے اسباب یہ سارے رنگ یہ ساری چیزیں تو ایک دوسرے سے وابستہ ہیں کوئی چیز کسی دوسری چیز سے الگ نہیں ہے۔ رات کا وجود الگ ہے لیکن دن کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ بیماری صحت کے ساتھ وابستہ ہے۔ موت کا زندگی کے ساتھ رشتہ ہے۔ کمزوری طاقت سے پیوستہ ہے۔ ہر چیز ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح جڑی ہوئی ہے اور اس سلیقے سے جڑی ہوئی ہے کہ کوئی بے ترتیب نظر نہیں آتی' کوئی اعتراض نہیں کرسکتا کہ یہ چیز یہاں نہیں ہونی چاہیے تھی یہ غلط ہے۔ وجود انسانی کو دیکھ لیں اُس کے اندر ایک جہاں ہے اور جوں جوں میڈیکل سائنس اُس کی گہرائی میں اترتی جاتی ہے وجود سے لیکر ایٹم تک تجزیہ کیا گیا۔ ایک نظام خوراک کا ہے پھر نظام ہضم ہے پھر اُسے مختلف شعبوں میں تقسیم کرنے کا ایک نظام ہے۔ بال بنتے ہیں' کھال بنتی ہے' گوشت بنتا ہے' پٹھے بنتے ہیں' رگیں بنتی ہیں' سارے وجود کی ہڈیاں بنتی ہیں اُن کا گودا بنتا ہے اور اُس سارے کی تقسیم کا ایک مرکز ہے۔ وہ اُسی غذا میں سے ان سب چیزوں کو الگ الگ کرتا ہے۔ جس مواد سے ہڈی بننا چاہیے وہ ہڈی کو ترسیل کرتا ہے۔ جس سے گودا بنتا ہے وہ گودے کو بھیج دیتا ہے۔ جس سے گوشت بنتا ہے وہ گوشت میں شامل ہوتی ہے۔ رگیں بنتی ہیں' بال بنتے ہیں' یہ سارا نظام جو پوری درستگی کے ساتھ انتہائی اکیوریسی کے ساتھ چل رہا ہے کیا کبھی ایسا خود بخود ہوسکتا ہے۔ یہ شعور انسان کو بخشا ہے کہ وہ اسباب سے مسبب الاسباب تک جا پہنچتا ہے کہ کوئی ہے جو اسے چلا رہا ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com



موسموں کا آنا جانا' سورج کا طلوع وغروب' یہی سورج اگر ایک ایک ذرہ فاصلہ کم کرتا رہتا تو آج تک شاید دنیا ساری جل کر مرگئی ہوتی اگر ایک ایک ذرہ روزانہ فاصلہ بڑھاتا رہتا تو شاید دنیا یخ بستہ ہوگئی ہوتی لیکن کسی نے اُس فاصلے کو تھام رکھا ہے روک رکھا ہے۔ جو چاند کو سورج سے نسبت ہے وہ صدیوں سے اپنی اُسی روش پہ چلی آ رہی ہے۔ سیاروں' ستاروں اور سورج چاند کا جو اثر زمین پہ' نباتات پہ' جمادات پہ ہے وہ صدیوں سے ایک لگے بندھے پروگرام کی طرح جیسے کمپیوٹر میں فیڈ کر دیا جائے اور وہ اُس کے مطابق چل رہا ہے۔ انسانی کامیابیاں اور ناکامیاں بھی صرف اس حد تک ہیں کہ جو پروگرام پہلے سے فیڈ ہے اُسی نقطے پہ کہیں اُس کی انگلی پڑھ جاتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ میری کامیابی ہے۔ میں نے ایسا کر دیا اُس نے کیا نہیں ہوتا ایسا ہونا ہوتا ہے۔ جو ایک عالم بسیط کا پروگرام ہے اُس میں ایسا ہونا مقدر ہے' طے شدہ ہے۔ اتفاق یہ ہوا کہ بے تحاشا انگلیاں چلاتے کہیں اُس کی انگلی اُس نقطے پہ پڑ گئی۔ جس سے وہ کام ہو گیا اور یہ کہتا ہے سارا میں نے کیا۔ بیشتر دائیں بائیں ہاتھ پاؤں مارتا ہے ہوتا کچھ نہیں پریشان ہو جاتا ہے کہ بھئی میں نے ایسا چاہا۔ بھئی تیرے چاہنے سے کیا ہوتا ہے؟ تو نے اس کائنات میں کیا لگایا ہے؟ تیری انوسٹمنٹ کیا ہے؟ کیا تو نے زمین پیدا کی ہے اُس میں اثرات پیدا کئے ہیں۔ تو نے آسمان بنائے ہیں تو نے سورج چاند ستارے بنائے ہیں۔ اُن کو گرمی روشنی تُو نے دی ہے تیرا ہے کیا؟ تو جو چاہتا ہے کہ اس میں تیری پسند سے تبدیلیاں ہوں تو تیرا اس میں حصہ کتنا ہے؟ کچھ بھی نہیں تم تو کل آئے کل چلے جاؤ گے۔ کائنات کب سے چل رہی ہے؟ کب تک چلے گی؟ اس کے چلانے والا کون ہے؟ یہ ہے وہ سوال جس کا انسان مکلف ہے کہ اگر اُس تک نبی ﷺ کی تعلیمات نہ بھی پہنچیں تو تجزیہ کر کے اُسے سمجھ لینا چاہیے کہ کوئی ایسی ہستی ہے جو کسی کی محتاج نہیں، کسی کے مشورے کی محتاج نہیں۔ کسی مدد کی محتاج نہیں۔ کسی کے فیصلے کی محتاج نہیں۔ جو از خود فیصلے کرتی ہے اور اُس کا ہر فیصلہ درست ہوتا ہے جسے غلطی نہیں لگتی۔ ورنہ کبھی تو سورج زمین سے ٹکرا جاتا' کبھی چاند ستاروں سے ٹکرا جاتا' کبھی دن کی بجائے راتیں اکٹھی ہو جاتیں' کبھی راتوں کی بجائے دن جمع ہو جاتے بالکل نہیں ہوتا۔ وہ ایسا قادر ہے کہ ہر چیز کو اس طرح ناپ تول کے رکھا ہوا ہے کہ انسانی شعور ذرہ سا تجزیہ کرے تو اُس تک پہنچ جاتا ہے۔ پھر اس سب کے باوجود اُس نے انبیا علیہم الصلوۃ والسلام بھیجے جو اللہ کا نور سینوں میں لے کر آئے اور جنہوں نے دلوں کو نور سے بھر دیا اور چشم باطن کو وا کر دیا اور یہ حقائق لوگوں پر منکشف ہوئے وہ اُن پر ایمان لائے اور اُن کی زندگیاں زندگیاں بن گئیں۔ کائنات بسیط میں تمام انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے امام آقا نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

اب ایک ایسی ہستی جو یتیمی میں پیدا ہوئی۔ جس نے کوئی مکتب' مدرسہ نہیں دیکھا۔ جسے کسی نے پڑھایا سکھایا نہیں' جس کی بچپن سے لیکر جوانی تک کی زندگی ایک روشن مثال ہے۔ جس میں کہیں ذرہ سا کوئی داغ کوئی نقطہ نہیں۔ جس نے بچپن سے جوانی تک کبھی کوئی غلط بات منہ سے نہیں نکالی۔ کوئی ناپسندیدہ حرکت بچپن میں بھی سرزد نہیں کی۔ اور جب آپ ﷺ جوانی میں قدم رکھتے ہیں تو صحرا نشین خانہ بدوشوں اور ایک تباہ شدہ علاقے اور ملک میں نبوت کا اعلان فرما کر دعوت انقلاب دیتے ہیں۔ تو اُس ہستی کے پاس کتنی قوت ہے۔ کہ جس نے تئیس برسوں میں روئے زمین پر انقلاب برپا کر دیا۔ کوئی معاشی وسائل نہیں ہیں' کوئی وسائل سیاسی نہیں ہیں' کوئی افرادی قوت نہیں ہے' کوئی بھی دنیوی وسیلہ ساتھ نہیں ہے لیکن عجیب بات ہے کہ پوری دنیا کی جو آئیڈیالوجی اور نظریہ ہے اُس کے خلاف ایک

www.naqshbandiaowaisiah.com



نظریہ پیش فرماتے ہیں پوری دنیا میں زندگی گزارنے کے جو لوگوں نے اطوار بنا رکھے ہیں اُس کے خلاف ایک تہذیب بیان فرماتے ہیں۔ اب ساری دنیا کی مخالفت مول لے کر اسلامی طرز حیات کو دنیا پہ پھیلا دینا چھوٹا سا کام تو نہیں ہے۔ اگر سورج چڑھتا ہے اور کوئی سورج کو بھی نہ پہنچانے۔ اندھیری رات میں چاند نور بکھیرتا ہے۔ کوئی چاند کو بھی نہ پہنچانے تو وہ اللہ کی دی ہوئی نگاہ کو صحیح استعمال نہ کرنے کا مجرم ہوگا۔

اسی طرح حیات انسانی میں جو محمد رسول اللہ ﷺ کو نہیں پہنچانتا اُس نے کتنا بڑا ظلم کیا ہے کہ اُس کے پاس شعور انسانی بھی ہے۔ حیات انسانی بھی ہے۔ انقلاب دہر کو بھی دیکھتا ہے۔ آمد ورفت شب کو بھی دیکھتا ہے۔ حالات و واقعات کو بھی دیکھتا ہے اور اس سارے زمانے کے افراد کو دیکھتے ہوئے اُس کی نگاہ محمد رسول اللہ ﷺ پہ رُک کیوں نہیں جاتی؟ اگر نہیں رکتی تو اُس نے نگاہ کا استعمال نہیں کیا اور اُس کی تباہی کے لئے یہی ایک جرم کافی ہے۔ چونکہ یہ ایک جرم ایسا جرم ہے کہ جب کوئی آنکھیں بند کر کے گنجان راستوں پہ نکل پڑتا ہے تو کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ کس گڑھے میں گر کر تباہ ہو جائے گا۔ یہی بات یہاں قرآن کریم نے فرمائی۔

ارشاد فرمایا میرے حبیب ﷺ ان لوگوں سے کہہ دو قُل فرما دیجئے۔ انما اعظکم بواحدۃ میں تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں میں تمہیں ایک بہت خوبصورت مشورہ دیتا ہوں۔ ان تقوموا مثنیٰ وفرادیٰ. خالص نیت کے ساتھ' خلوص کے ساتھ' بغیر کسی دوستی دشمنی کو درمیان میں لائے ہوئے بغیر کسی کی مخالفت یا موافقت کو دھیان میں رکھے ہوئے خالص ہو کر کھڑے ہو جاؤ اور سوچو۔ ثم تتفکروا. الگ تھلگ ہو کر تمام خیالات کو ذہن سے نکال کر' دوستی دشمنی سب کو ختم کر کے' صحیح راستہ تلاش کرنے کے لئے فکر کرو سوچو۔ تتفکروا وما بصاحبکم من جنۃٍ ہ کیا ایسی ہستی جس نے دنوں میں انقلاب بپا کر دیا پاگل ہے۔ کیا کوئی پاگل انسانی تقدیریں سنوار سکتا ہے؟ کیا کوئی پاگل روئے زمین سے ظلم کو مٹا سکتا ہے؟ کیا کوئی پاگل جنگلوں شہروں شاہی محلوں سے لیکر جھونپڑوں تک رہنے والوں کے مزاج اور فکر تبدیل کر سکتا ہے؟ تم کیا سمجھتے ہو کہ اللہ کا رسول ﷺ پاگل ہے جب تم یہ نہیں کہہ سکتے تو پھر تمہیں یہ ماننا ہوگا کہ ایک ایسی ہستی ہے جو زندگی کی ناکامی پر ہونے والے عذاب کی خبر آج اور بروقت دے رہا ہے۔ جو آنے والے خطرات سے بروقت مطلع فرما رہا ہے جو آنے والی تباہی کی منظر کشی آج کر رہا ہے۔ جب انسان کے پاس راستہ بدلنے کی فرصت ہے کہ وہ تباہی کو نہ جائے اور کامیابی کے راستے پہ ہولے بروقت' برموقع' اُن حالات کی منظر کشی کر رہا ہے۔ عام آدمی کو تب پتہ چلیں گے جب راستہ بدلنے کا وقت نکل چکا ہوگا جب وہ اپنا راستہ بدلنے کی اہلیت سے محروم ہو چکا ہوگا یا وہ موت کی وادی سے گزر چکا ہوگا۔ جب عمل کی زندگی ختم ہو چکی ہوگی۔ کیسا بے مثل انسان ہے' کیسا عجیب انسان ہے اور پھر فرمایا دوسری بات یہ ہے کہ دنیا میں اکثریت اُن لوگوں کی ہوتی ہے جو کام اپنے ذاتی فائدے کے لئے کرتے ہیں حتیٰ کہ مذہب اور دین کا کام بھی لوگ تب کرتے ہیں جب اُس میں سے انہیں بھی کچھ حاصل ہو رہا ہو۔ نماز بھی تب پڑھاتے ہیں جب انہیں کچھ ملتا ہے ورنہ انسان اپنی ضروریات چھوڑ کر دوسرے کی خبر گیری کی کوشش کب کرتا ہے؟ لیکن فرمایا یہ کیسا عجیب آدمی ہے میرے حبیب ﷺ ان سے کہہ دیجئے اعلان فرما دیجئے۔

ماسالتکم من اجرٍ فھو الکم ہ میں نے تم سے بدلے میں کچھ مانگا ہے تو تم اپنے ہی پاس رکھو مجھے مت دو۔ تمہیں یہ آگہی

www.naqshbandiaowaisiah.com



دینے کی، تمہیں خطرات سے بروقت باخبر کرنے کی اور تمہاری نجات اور کامیابی کی جو کوشش دن رات کر میں کر رہا ہوں۔ جس میں پتھر میں کھا رہا ہوں، جس میں دندان مبارک میرے شہید ہو رہے ہیں، جس میں تلواریں لیکر لوگ مجھ پر ٹوٹ رہے ہیں، جس میں ہر دنیا کی مصیبت میرے حصے میں آ گئی ہے ساری دنیا کا کفر ایک اکیلے اللہ کے حبیب ﷺ کے مقابلے پہ ڈٹ گیا ہے۔ یہ اتنا بوجھ اپنے لئے اگر اٹھا رہا ہے اور تم سے کوئی بدلہ یا اجر یا اُجرت مانگ رہا ہے تو فرمایا وہ اپنے پاس رکھو۔ ان اجری الا علی اللہ. میرا سارا اجر میرے رب پر ہے۔ مجھے لوگوں سے کچھ نہیں چاہئے۔ وھوا علی کل شیءٍ شھیدٌ. اور وہ ایسا ہے کہ اُسے کچھ بتانا نہیں پڑتا وہ ہر چیز خود دیکھ رہا ہے۔ ہر چیز پر گواہ ہے۔ ہر کام، ہر بات، ہر ارادے سے باخبر ہے۔ ہر نیت کو خود دیکھ رہا ہے کہ کون کس ارادے، کس نیت سے کیا کام کر رہا ہے؟

تو کیا انسانوں کو یہ سوچنا نہیں چاہئے مستشرقین مغرب جو مسلمان تو نہیں ہوئے لیکن جنہوں نے اسلام پر تحقیقات کیں۔ انہیں مستشرق کہتے ہیں۔ مستشرقین نے بھی بڑے حیرت انگیز واقعات جمع کئے اس بات کے وہ بھی قائل ہیں بلکہ پچھلے دنوں سے ایک انہوں نے پروگرام شروع کیا ہے سٹیلائٹ پہ Inside the kaaba کہ مسلمان بیت اللہ میں کیا کرتے ہیں؟ جو شاید پہلی دفعہ ٹیلی ویژن سکرین پہ آیا ہے تو اُس میں انہوں نے جہاں حج کی عبادات کی اور دوسری چیزوں کی عکاسی کی ہے وہاں وہ نبی اکرم ﷺ کے حالات وواقعات اور تاریخ اسلامی کو ساتھ ساتھ وہ ڈسکس کرتے ہیں اور اُس میں وہ بھی یہ اقبال کر رہے ہیں تھے کہ بڑی عجیب بات ہے کہ ایسی قوم جو کسی حکومت کو نہیں مانتی تھی، کسی اصول کو نہیں مانتی تھی، ہر شخص اپنی مرضی کا مالک تھا۔ جو رات دن لڑائی مار کٹائی پہ مصروف تھے۔ انہیں ایسے راستے پہ ڈالا کہ وہ جانیں لٹا کر دوسروں کے آرام، دوسروں کی سہولت دوسروں کی زندگی سنوارنے کے لئے جانیں لٹا کر چلے گئے۔ ایسے منظم ہوئے کہ اللہ نے انہیں روئے زمین کی حکومت دے دی افریقہ سے سائبیریا روس تک اور ہسپانیہ سے چین تک تاریخ انسانی میں اتنی بڑی سلطنت کبھی نہیں ہوئی۔ کوئی ٹیلی فون، کوئی تار، کوئی جہاز، کوئی ریل نہیں ہے۔ ایک بندہ جو مسجد نبوی کا خطیب اور امام ہے وہ اس پوری خدائی کا نگہبان بھی بنا ہوا ہے اور کہیں پوری تاریخ میں کسی بوڑھے کی آہ کسی عورت کی چیخ، کسی بچے کا آنسو، گرتا دکھائی نہیں دیتا۔ کافر کو بھی، نہ ماننے والے کو بھی، انصاف فراہم کیا جا رہا ہے زندگی کے وسائل فراہم کئے جا رہے ہیں۔ حیات کا تحفظ فراہم کیا جا رہا ہے۔ مال، جان، آبرو کا تحفظ فراہم کیا جا رہا ہے۔ کیسا لائحہ عمل عطا فرمایا جا رہا ہے اور جس ہستی نے یہ سارے لوگ بنا دیئے کوئی بندے آپ ﷺ نے نئے درآمد نہیں فرمائے کوئی نئی مخلوق نہیں آئی وہی جو لوگ شرابی، زانی، فاسق، فاجر، چور ڈاکو مشرک بت پرست اُن کو ایسا بدلا۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

کیا ایسی انقلاب آفریں ہستی کے بارے انسان کے پاس سوچنے کی فرصت نہیں ہے۔ اور اگر زندگی کو یہ سوچے بغیر صرف کیا جا رہا ہے تو کتنا بڑا ظلم کر رہا ہے کتنی بڑی زیادتی کر رہا ہے۔

میں حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں تھا۔ حضرت قاضی صاحب رحمتہ اللہ علیہ پرانے ساتھی تھے، دیہاتی آدمی تھے، پڑھے لکھے نہیں تھے، سادے بہت تھے، اُس وقت نیا نیا پاکستان بنا تھا اور ہندوستان کے وزیراعظم نہرو کا بڑا چرچا تھا۔ تو کسی نے نہرو کی دانشمندی پہ بات کی۔ مختلف لوگ حضرت رحمتہ اللہ کی مجالس میں

www.naqshbandiaowaisiah.com



آتے تھے ہر طرح کے لوگ تھے۔ مجھے یاد نہیں کس بندے نے نہرو کے معاملہ فہمی کی بات کی کہ بڑا ہی زیرک آدمی ہے اور ہندوستان کا بڑا تیز وزیر اعظم ہے تو قاضی صاحب کو سیاست نہیں آتی تھی وہ کہنے لگے حضرت یہ بندہ تعریف تو کر رہا ہے لیکن اگر وہ دانش مند ہوتا تو ہندو ہوتا مسلمان نہ ہو جاتا۔ جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کو نہیں پہنچانا وہ اور کونسا صحیح فیصلہ کر سکتا ہے۔ یہ خواہ مخواہ اُس کی تعریف کر رہا ہے۔ اور بڑی عجیب بات ہے کہ آج ساری ہندو قوم نہرو کے فیصلے پہ تنقید کرتی ہے کہ یہ بھی اُس نے جھک ماری، یہ بھی اُس نے غلط کیا، یہ بھی اُس نے غلط کیا۔ لنین کتنا بڑا لیڈر تھا روس کے لوگ اُس کے پیچھے لگ گئے اور زاروں کی سلطنت اُس نے الٹ کر دی۔ آج روس والے کہتے ہیں کہ لنین انتہائی بے وقوف، انتہائی ظالم، انتہائی بُرا آدمی تھا۔ لنین کے مجسمے گرائے گئے اور سڑکوں پہ روسیوں نے گھسیٹے کہ اس نے ہمیں تباہ کر دیا۔ موزے تنگ کتنا عظیم لیڈر تھا اور کتنا انقلاب لایا۔ پولوی شہنشاہیت چین کی تباہ کر دی اور ایک نئی بنیاد رکھ دی اور لوگ بے تحاشا اُس کے ساتھ ہو گئے آج وہی چینی سر بازار اُسے گالیاں دیتے ہیں گلیوں اور دیواروں میں اُس کے خلاف لکھا جاتا ہے اس لئے کہ یہ دانش مند نہیں تھے ان کے فیصلے دانش مندانہ نہیں تھے۔ یہ خلوص سے نا آشنا لوگ تھے اپنے اقتدار کے لئے لوگوں کے جذبات ابھار کر انہیں استعمال کرتے رہے اور جب لوگوں کو ہوش آئی تو انہوں نے اُن پر نفرت کرنا اور لعنت بھیجنا شروع کر دیا۔

یہ کیا عجیب ہستی تھی کہ جس کا نام آج دشمن کو بھی لینا پڑے تو ادب سے لیتا ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ وہ نبی نہ مانے، رسول نہ مانے، لیکن جب نام نامی آتا ہے تو مخالف کو بھی ادب سے لینا پڑتا ہے اس لئے کہ آج تک آپ ﷺ کا کوئی فیصلہ غلط ثابت نہیں ہوا۔ آپ ﷺ کا کوئی حکم انسانیت کے خلاف نہیں گیا۔ بنی نوع انسان کو تکلیف دینے کا سبب نہیں بنا۔ کسی کے حقوق پر ڈاکے کا سبب نہیں بنا۔ کسی کو بے وقوف نہیں بنایا بلکہ ہر ایک کو شعور بخشا ہے کیسی عجیب بات ہے اور کسی سے کچھ لینا نہیں ہے۔

انما انا قاسمٌ والله يوتى . او كما قال رسول اللہ ﷺ خزانہ رب کا ہے۔ دیتا وہ ہے میں بانٹ رہا ہوں، دیئے جا رہا ہوں اور اپنی زندگی میں اگر ہم مسلمان بھی حضور ﷺ کو نہ پہچانیں تو ہمارے پاس کیا جواب ہوگا؟ ایک نے تو بالکل آنکھ بند کر لی، اُس نے تو کلمہ ہی نہیں پڑھا، اُس نے سمجھنے کی کوشش نہیں کی تو ایک جرم میں پکڑا گیا کہ تمہیں شعور اور نظر کس لئے دی تھی۔ حق کو پہچانو تم نے اُس کے لئے استعمال ہی نہیں کی۔ فوجی کو اسلحہ ملا دشمن کے مقابلے کے لئے، وہ جاتا ہے جنگل میں شکار کر کے اسلحہ خرچ کر کے آجاتا ہے تو کورٹ مارشل ہو جائے گا کہ اس لئے تو نہیں دیا تھا۔ شعور، نظر اور سمجھ اللہ نے اس لئے دی تھی کہ حق کو پہچانو۔ اُس نے پہچاننے کی کوشش ہی نہیں کی کورٹ مارشل تو ہوگا لیکن جنہوں نے کہا جی ہم نے پہچان لیا۔ پہچان تو لیا لیکن جیئیں گے اپنی مرضی سے۔ موڈ ہوگا تو سجدہ کریں گے نہیں تو نہیں۔ جو مل جائے گا وہ لے لیں گے حرام ہے یا حلال۔ زندگی کا پروگرام ہمارا اپنا ہوگا۔ جیئیں گے اپنی پسند سے۔ ہاں اللہ تو بھی سچا ہے تیرا رسول ﷺ بھی برحق ہے ہم اگر اپنے گریباں میں سوچیں تو کیا ہماری زندگی کی تصویر یہی نہیں ہے۔ اس سے کسی خیر کی امید ہے۔ علماء بھی بتاتے ہیں، مفسرین و متقدمین لکھتے بھی ہیں۔ محدثین کرام لکھتے بھی ہیں، بات بھی حق ہے کہ جس نے کلمہ پڑھ لیا اُسے آپ ﷺ کی شفاعت کا حق ہے اور آپ ﷺ کی شفاعت کے صدقے اُس کی نجات ہو جائے گی۔ سب سے بڑا ہتھیار مسلمان کے پاس یہی ہے سب سے بڑا آسرا نجات کا، آخرت کا، اس کے علاوہ کوئی ہے۔ ذرا چشم تصور میں آخرت کو لاؤ۔

www.naqshbandiaowaisiah.com



زندگی کو بھول جاؤ گزر جاؤ' موت کو بھی برزخ سے بھی دیکھو۔ حشر بپا ہے۔ لوگ قبروں سے اٹھ رہے ہیں۔ کسی کے بدن کے پرخچے اڑے ہوئے ہیں۔ کوئی زخمی' کوئی بیمار' کوئی صحت مند' کوئی توانا' کسی کا کفن ہے کسی کا نہیں ہے اور ایک عالم زمین سے آیا۔ ادھر دوزخ میدان میں ہے اُدھر جنت سامنے ہے۔ اُدھر ترازو لگا ہوا ہے آگے پل صراط ہے سورج سوا نیزے پہ ہے۔ پکڑ دھکڑ' شور شرابا' کہاں جائیں؟ بھاگو محمد رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے کی طرف۔ لـــواء الـحـمـد کی طرف دوڑو۔ دوڑو آپ ﷺ کی طرف دیکھو چشم تصور سے دیکھو ہم سب دوڑ رہے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کی آواز آتی ہے۔ وقـال الـرسـول قرآن فرماتا ہے رسول اللہ ﷺ فرمارہے ہیں سنو کیا کہتے ہیں۔ قـال الـرسـول یـرب ان قومی اتخذو هـذا الـقـرآن مـهـجـوراً. یا اللہ یہ جو لوگ میری طرف دوڑے آرہے ہیں انہیں روک دو ہٹا دو انہیں اُس طرف لے جاؤ اس لئے کہ انہوں نے اپنی زندگی سے قرآن کو خارج کر دیا تھا۔ انہیں میرے قریب مت آنے دو۔ یہ اپنی مرضی سے جیتے رہے۔ ہماری زندگی کیا ہے؟ دال روٹی تو ہمیں دو وقت ملتی نہیں۔ پہننے کو لباس پورا نہیں ملتا۔ سردیوں میں سردیوں کا' گرمیوں میں گرمیوں کا' کہیں جانا ہو تو ہم چند سکے پکڑ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ ہمیں دھکے ملتے ہیں۔ ہمیں گاڑی پہ بٹھا کے لے کر کوئی نہیں جاتا۔ ہماری حیثیت کیا ہے؟ اور اس کے باوجود ہم اپنا لین دین' اپنا کاروبار' اپنا کھانا پینا' قرآن کے مطابق کرنا پسند نہیں کرتے نہیں' یہ اپنی مرضی سے ہی کریں گے ٹھیک ہے یہاں تم اپنی مرضی کر لو وہاں وہ اپنی مرضی کرے گا۔ اور قرآن کریم کی اس ایت کو غور سے بار بار سنو پڑھو اور سمجھو۔

قـــال الـرســول ۔ اللہ فرماتا ہے نبی علیہ الصلوۃ والسلام فرمائیں گے قال الرسول کہہ دیا میرے رسول ﷺ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا یـــرب ۔ اے میرے پروردگار ان قـومـی اتـخـذوا هذا لقرآن مهجوراً۔ ان میں جن جن لوگوں نے قرآن کو اپنی زندگی کے نصاب سے خارج کر دیا تھا انہیں میرے پاس مت آنے دے۔ کیا بچے گا باقی ہم کہاں جائیں گے!۔

بھائی! کوئی بڑی طاقت بڑا سردار یا بڑا رئیس ہے وہ کوئی غیر مسلم ہے تو اُس نے تو اتنا ظلم کیا کہ اُس نے تو آنکھ کھولی ہی نہیں' اور مسلمان فقیر ہے یا حکمران ہے اگر اُس نے اپنی زندگی سے قرآن کو خارج کر دیا تو نبی کریم ﷺ اُسے اپنی امت سے خارج کر دیں گے۔ سادہ سی بات ہے ارے حکمرانوں نے حکومت کے نشے میں ایسا کیا ہوگا۔ امرانے تو دولت کے نشے میں ایسا کیا ہوگا۔ مجھے تو حیرت ہوتی ہے اپنے جیسے لوگوں پر ہم کیوں قرآن سے الگ ہیں۔ کیا قرآن کھانے سے منع کرتا ہے؟ نہیں' مزیدار چیز کھاؤ جائز طریقے سے کـلـوا و اشـربـوا ولا تسرفوا۔ کھاؤ پیو ضائع نہیں کرو خراب نہیں کرو۔ کـلـو مـن الـطـيـبـت پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔ حلال چیزیں کھاؤ۔ اپنا حق کھاؤ۔ اچھا کھانا کھاؤ۔ اچھا لباس پہنو اگر اللہ نے ہمت دی ہے تو اچھی گاڑی رکھو۔ اچھا گھر بناؤ' اسلام تو صاف ستھرا خوبصورت رہنا سکھاتا ہے بلکہ واما بـنـعـمـتـه ربـک فحدث. اس کی تفسیر میں مفسرین لکھتے ہیں کہ اپنی حیثیت کے مطابق رہنا چاہیے کہ دیکھنے والے کو اندازہ ہو کہ اس حیثیت کا آدمی ہے۔ یہ بھی اللہ کا شکر ادا کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ اس لئے نہیں کہ دوسروں پر رعب پڑے اس لئے کہ اللہ کا شکر ادا ہو کہ اس بندے کو اللہ نے اتنا مال دے رکھا۔ اس طرح سے زندگی گزار رہا ہے۔ اسلام نے اس سے منع تو نہیں کیا شادی کرو۔ ایک کرو' دو کرو' تین کرو' چار کرو اور کیا کرنا چاہتے ہو؟ بچے پالو' بچوں پر جو خرچ کرتے ہو وہ بھی صدقہ اور

www.naqshbandiaowaisiah.com



عبادت شمار ہوتا ہے۔ اسلام کہتا ہے حلال کماؤ حرام نہ کماؤ۔ اپنا کھاؤ دوسرے کا نہیں چھینو' حدود و قیود بتاتا ہے بڑی خوبصورت سی' بڑی پیاری اور ایسی جو زندگی کو اس دنیا میں جنت بنا دے۔ اس کے باوجود اگر ہم نے عظمت پیامبر ﷺ کو نہیں پہچانا۔ قرآن کو اپنی زندگی کا میزان نہیں بنایا تو اب بھی فرصت ہے کہ اللہ سے گزشتہ کی معافی مانگیں اور دعا کریں کہ اللہ ہمیں اپنے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی سنت اور اپنے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے حکم اور قرآن کی ہدایت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ باقی دنیا کے کام ہو رہے ہیں ہوتے رہیں گے وہ قادر ہے۔

تو شاہوں کو گدا کر دے گدا کو بادشاہ کر دے
اشارہ تیرا کافی ہے گھٹانے اور بڑھانے میں

سلطان بایزید یلدرم تاریخ کا مانا ہوا طاقتور حکمران تھا۔ تیمور نے اُسے شکست دی اور پکڑ کر پنجرے میں قید کر دیا اور جدھر شاہی لشکر جاتا تھا ساتھ سلطان بایزید یلدرم کا پنجرہ ہوتا ہے اور اُسی پنجرے میں مرا۔ ہمارے سامنے ہے کل صدام حسین کی طاقت کا ڈنکا بجتا تھا آج اُسے بندر کی طرح پکڑ کر لئے پھرتے ہیں جو چاہیں اُس کا حلیہ بنا دیں۔ جو چاہیں کھلائیں جس طرح سے چاہیں رکھیں۔ دنیا کی طاقت وقوت واقتدار کا کیا بھروسہ کس کے پاس کب تک ہے؟ اور اُس کا کیا انجام ہونے والا ہے؟ وہ قادر ہے کہ پل بھر میں تخت شاہی عطا کر دے تو وہ قادر ہے اور تخت سے اٹھا کر سولی پہ لٹکا دے تو وہ قادر ہے۔

اندرا گاندھی نے محافظ رکھے تھے محافظوں نے گولی مار دی۔ مجیب الرحمٰن نے پورے ملک کو نجات دلائی اور اہل ملک نے اُسے گولی مار کے پھینک دیا۔ اپنی طرف سے ملک کا نجات دہندہ بنا ہوا تھا اور اُسی لوگوں نے اُسے گولی مار دی۔ کیا یہ سب ہمارے سامنے نہیں ہے۔ بچا کیا؟ اگر ان سب لوگوں کی زندگی قرآن کے مطابق ہے تو بچا یہ کہ نبی کریم ﷺ انہیں اپنا لیں گے سب کچھ مل گیا۔ کچھ بھی نہیں گیا اور اگر زندگی کے نصاب میں قرآن نہیں ہے تو نہ یہاں کچھ بچا' نہ وہاں کچھ بچا' بڑی صاف سیدھی سی اصول کی بات ہے اللہ کریم ہماری خطاؤں سے درگزر فرمائے اور زندگی کو اپنے احکام اپنی کتاب اور اپنے حبیب ﷺ کی رضا اور پسند کے مطابق بنائے۔ آمین


# سکون قلب کا نسخہ

انسان اگر ذاتِ باری سے دور ہوتا چلا جائے تو دلِ انوارات سے خالی ہو کر شیطان کی قرارگاہ بن جاتا ہے۔ پھر جوں جوں دور ہوتا جاتا ہے شیطان کو کھل کھیلنے کا موقع ملتا ہے کیونکہ ظلمت بڑھتی جاتی ہے لیکن قربِ الٰہی کی صورت میں ابتدا ہی نورانیت کے ظہور سے ہوتی ہے اور جوں جوں ترقی نصیب ہو نورانیت بڑھتی چلی جاتی ہے جس کی وجہ سے ملائکہ مقربین کا نزول قلب پر ہوتا ہے جو انسان کے لئے بشارت' سکون اور اطمینان کا باعث بنتے ہیں۔

امیر محمد اکرم اعوان

منجانب:۔ ملک زاہد ہارڈ ویئر' ملک شاہد ہارڈ ویئر پینٹ اینڈ سینٹری سٹور
مین روڈ چوک فاروق اعظم تلہ گنگ ضلع چکوال' فون 0543-410258-410172

www.naqshbandiaowaisiah.com


# ذمہ دار کون.................؟

## اُمِ فاران

(1) یہ دور مادی ترقی اور اخلاقی تنزل کا شکار وہ زمانہ ہے جس پہ بعد میں آنے والی نسلیں یہی فیصلہ نہیں کر پائیں گی کہ فخر کریں یا گریہ؟ جیسے آج ہمیں سمجھ میں نہیں آرہا کہ ہنسیں یا روئیں۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی لحہ بہ لحہ روز افزوں ترقی اور اسکی بدولت بہتر معیار زندگی کی طرف دیکھیں تو اپنا آپ خوش قسمت نظر آتا ہے۔ بجلی اور بجلی کے بے حساب فوائد' آسان اور کم وقت میں مہینوں کی مسافت کو گھنٹوں میں سمیٹنے والی ٹرانسپوٹیشن اور فاسٹ کمیونیکیشن جیسے ٹیلی فون' انٹرنیٹ' ٹیلی وژن وغیرہ بلکہ موبائل فون نے تو یہ سہولیات ہر جگہ ہر وقت مہیا کر دی ہیں گو ہر لحاظ سے زمانہ سائنسی عروج کا ہے لیکن بدقسمتی سے جس قدر مادی ترقی عروج پہ ہے انسانی اقدار اُسی قدر رو بہ زوال ہیں انسان تو ترقی کر رہا ہے لیکن انسانیت تنزل کا شکار ہے اخلاق و کردار کی عظمت قصہ پارینہ ہوئی۔ خلوص محبت' وفا اعتبار' ہمدردی' مساوات' اخوت' سچائی سب خواب نگر میں جا بسے۔ اور اس پہ متزاد ایک بے حیائی اور فحاشی کا طوفان بدتمیزی ہے جو رہا سہا بھرم بھی بہالے جا رہا ہے۔ یہ کیسی ترقی ہے جس نے ہمیں انسانیت کے درجے سے نیچے گرا دیا ہے لیکن ہم اس کا الزام اس دور کے سر ڈالنے کے مجاز بھی ہیں یا ہمیں اپنے گریبانوں میں جھانکنا ہوگا؟

کوئی بھی شے فی نفسہ بری یا اچھی نہیں ہوتی بلکہ اس کا استعمال صحیح یا غلط ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ آخر ہم ہر چیز کے غلط استعمال ہی کو کیوں مقدم سمجھتے ہیں جو چیزیں ہمارے فائدے کو بنی ہیں ہم اُن سے نقصان اٹھاتے ہیں یہ کہاں کی دانش ہے؟

آپ ٹی وی کی مثال لے لیں۔ معلومات کا خزانہ ہے۔ ہمیں ایسے لوگ ایسی تہذیبیں اور ایسی جگہیں دکھاتا ہے جو اس کے بغیر شائد ہمارے علم میں کبھی نہ آسکتی تھیں دین سیکھنا چاہو تو دین سکھاتا ہے لیکن ہم اس سے بدی ہی سیکھتے ہیں بین الاقوامی چینلز کی بھرمار نے ہمیں ہوش و خرد سے بیگانہ کر دیا مائیں ہندوؤں کے بنائے بے سروپا ڈراموں پہ فریفتہ ہیں جن میں سوائے بھجن گانے کے اور بے ہودہ کہانی کے اور کچھ نہیں تو بچے انگلش چینلز پہ قربان ہیں جو خود مادر پدر آزاد ہیں وہ ہمارے ان ناپختہ ذہن نوجوانوں کو کیا درس دیں گے؟ نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ بے حیائی اور فحاشی اس قدر عام ہوگئی ہے کہ جتنی پہلے کبھی نہ تھی۔ بلکہ اب تو انٹرنیٹ نے رہی سہی کسر بھی نکال دی ہے۔ اخلاق کا جنازہ نیٹ کیفے والوں نے اٹھا رکھا ہے حکومت کا نہ تو ٹی وی چینلز پہ چیک ہے نہ ہی فحش ویب سائٹس پہ۔

وہ لباس جو پہلے ایک مخصوص طبقے تک محدود تھا اب ہر خاص و عام کا اوڑھنا بچھونا بن گیا ہے۔ مائیں خود نوجوان بچیوں کو جینز اور شرٹ خرید کر دیتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ اعلیٰ تعلیم اہم اداروں میں مخلوط ہے۔ بچوں کو گاڑیاں اور موبائل فون ہر ماہ نئے ماڈل کے مل جاتے ہیں۔ دوستوں کی سالگرہ میکڈونلڈ' کے۔ ایف۔ سی ہوٹلز میں منائی جاتی ہیں۔

آخر ہم کس طرف جا رہے ہیں کافر کی معاشرت کو اپنا آئیڈیل بنانے سے پہلے یہ تو دیکھ لیں کہ وہ ظلمت اور گناہ کے کس عمیق گڑھے

www.naqshbandiaowaisiah.com



میں گر چکا ہے اور اس کا معاشرہ، خاندانی نظام، تہذیب کسی تباہی سے دوچار ہے۔ ماں باپ کا فرض بچے کی ہر ضرورت کو پورا کرنا یا ہر خواہش کو بجالانا ہی نہیں وہ اس کی صحیح تربیت کے بھی ذمہ دار ہیں۔ اپنے مذہب اور قومیت کے سانچے میں ڈھالنے کے بھی ذمہ دار ہیں۔ بچوں کے اوقات کی اور ان کی مصروفیات کی نگرانی نہ کر کے خود اپنی کھیتی کو آگ لگا رہے ہیں۔ ان کی آنکھوں پہ ماڈرن اور فیشن ایبل ہونے کا پردہ پڑ گیا ہے۔ تو پھر انہیں ان نتائج کیلئے بھی تیار رہنا چاہئے جو اس طرز معاشرت کا خاصہ ہیں جس کی یہ پیروی کر رہے ہیں جہاں یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ سو فیصد بچیاں میٹرک پاس کرنے سے پہلے ہی اپنی عصمت کھو چکی ہوتی ہیں۔ رہا سوال نوجوان نسل کا تو شائد ماں باپ اور اساتذہ کی طرف سے تربیت کا فقدان ہے یا میڈیا کے جال نے پھانس لیا ہے ان کے اپنے کوئی پیر نہیں ہیں جن پہ وہ کھڑے ہو سکیں ادھر ہی کو چلے جا رہے ہیں جدھر کی ہوا ہے ان کی جڑیں اپنی زمین میں پیوست نہیں ہیں وہ زمین جو لاکھوں جانوں اور ہزاروں عصمتوں کی قربانی دے کر اس لئے حاصل کی گئی کہ وہ وہاں اپنے نظریات بوئیں گے ہماری اپنی شناخت ہوگی اور مسلم تہذیب جو انصاف، رواداری اور پاکیزگی کی ضامن ہے پروان چڑھے گی۔ گذشتہ نسلوں سے کیا گیا یہ عہد آخر کون پورا کرے گا؟

ہمارے نوجوانوں کو اس بات کا احساس ہے نہ اندازہ کہ وہ کس کے پیڑ کا پھل ہیں اور کس کی گود میں گر رہے ہیں نہ اللہ اور رسول پاک ﷺ سے تعلق نبھانے پہ آمادہ ہیں نہ اپنی تہذیب سے کوئی واسطہ رکھنا چاہتے ہیں۔ آخر شعور بھی کسی چیز کا نام ہے مادہ پرستی ہی تو نہیں رہ گئی صرف اس دنیا میں۔

حق تو یہ ہے کہ ہر عاقل و بالغ اور آزاد شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہوگا۔ وہ بھی تو نوجوان ہی تھا جو سترہ برس کی عمر میں لشکر اسلام کی قیادت کرتا ہوا سندھ باب السلام بنا گیا۔

قوموں کا عروج و زوال انسانوں کے رویوں کی مرہون منت ہوتا ہے انفرادی سطح پہ بھی اور اجتماعی سطح پہ بھی۔

ہر فرد یہ خیال کرتا ہے کہ وہ اپنی ذات میں آزاد اور خود مختار ہے اپنے مقاصد میں، نظریات میں، اپنے معاملات میں یا زندگی گزارنے کے لئے جو راستہ وہ منتخب کرتا ہے وہ اس میں حق بجانب ہے۔ ایک حد تک یہ بات جائز بھی ہے اور درست بھی۔ لیکن ہم تنہا نہیں ہیں ہمارے ساتھ بہت سے لوگ وابستہ ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اچھا کریں یا برا کریں یا کچھ بھی نہ کریں اور ہمارے اوپر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ قوم، ملک، معاشرہ ایک ایک فرد کی مرہون منت ہوتا ہے اور یہ ہمارے انفرادی رویے ہی طے کرتے ہیں کہ بحیثیت قوم ہم کہاں کھڑے ہیں؟

اس میں جب تک قومیت کا رنگ نہیں، اس پہ جب تک مذہب کی چھاپ نہیں، جب تک ایک اجتماعی سوچ نہیں، تنہا ایک فرد کی ترقی خود اس کو بھی کچھ نہیں دے گی۔

آپ دیکھ لیں ملک دو طبقوں میں بٹتا جا رہا ہے یا وہ جو غربت کی لائن سے بھی نیچے زندگی بسر کرنے پہ مجبور ہیں ان کیلئے تعلیم ہے انصاف ہے نہ علاج اور نہ ہی روزگار کہ وہ خود اپنی حالت سدھار لیں اور دوسرا وہ طبقہ ہے جس کے باعث یہ مقولہ ایجاد ہو چکا ہے کہ ملک غریب ہے اور لوگ امیر (حالانکہ باقی دنیا میں اس کے الٹ ہے) لیکن روپے کی فراوانی جائز و ناجائز طریقوں سے حاصل شدہ آمدنی کے باوجود کیا وہ خود کو محفوظ سمجھتے ہیں؟ اپنا مستقبل ملک کے مستقبل سے وابستہ نہ کر کے کیا ان کا مستقبل محفوظ ہے؟

یہ عدم تحفظ انہیں مجبور کرتا ہے کہ وہ سمجھتے ہیں اس ڈوبتی نیا سے نکل جانے ہی میں عافیت ہے۔ حالانکہ یہ اس کا حل نہیں ہے۔ آپ

www.naqshbandiaowaisiah.com



کے گھر کی چھت ٹپک رہی ہے تو کیا آپ اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے گھر میں رہنا شروع کر دیں گے۔ جب یہ لوگ اپنی زمین سے ناتا توڑ کر بیرون ممالک میں آباد ہو جاتے ہیں تو وہاں انہیں نہ First Class شہری کا درجہ دیا جاتا ہے اور نہ عزت و توقیر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے نہ ہی خود کو وہاں محفوظ تصور کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ اگلی نسلیں اپنی شناخت تک کھو بیٹھتی ہیں۔

کیا آپ اس کو ترقی کہہ سکتے ہیں؟ تنہا شخص نہ مکمل خوشی پا سکتا ہے نہ تحفظ، نہ ہی تنہا ایک شخص کی ترقی اسے اقوام عالم کی نظروں میں کوئی عزت دلا سکتی ہے۔ جب تک آپ من حیث القوم سر اٹھا کر جینے کے لائق نہیں ہو جاتے۔ اس لئے کہ آپ کی ذات کی شناخت ملک و قوم سے جڑی ہوئی ہے۔ آپ فرسٹ کلاس میں سفر کریں یا اکانومی میں اس جہاز کی خیر و عافیت کے ساتھ آپ کی خریت وابستہ ہے اس لئے بہتری اسی میں ہے کہ ہماری سوچ اجتماعیت کا روپ دھار لے۔ سب کا ایک نصب العین ہو چلنے کیلئے ایک راستہ ہو اور ایک ہی سب کی منزل۔

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں\
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

اصلاح کی دو صورتیں ہیں عوامی سطح پہ اجتماعی سوچ اور دوسرے حکومتی سطح پہ نظام مملکت کو اسلام کے تابع کرنا۔

عوام کی صفوں میں اتحاد و یگانگت سب سے اہم ہے۔ کسی ایک کی تکلیف سب کی تکلیف اور ایک کی خوشی سب کی خوشی ہو۔ اپنے مسلمان بھائی کے جان و مال و آبرو کی حفاظت اسی طرح کی جائے جیسے اپنی جان و مال اور آبرو کی جاتی ہے۔ ہمارے ہاتھ اور زبان سے دوسرا محفوظ ہو۔ صفائی نصف ایمان ہے سر راہ گندگی مت پھینکیں یا ایک شخص اپنے گھر کے آگے سے صفائی کر کے دوسرے کے دروازے پہ ڈال دیتا ہے تو اسے صفائی پسندی نہیں شر پسندی کہیں گے اور اللہ کو فساد سخت ناپسند ہے وہ کہتا ہے کہ میری زمین پہ فساد مت پھیلاؤ' لاتفسدو فی الارض کسی میں کچھ اچھا تلاش کر سکتے ہو تو کرو۔ ایک دوسرے میں برائیاں مت تلاش کرو اور نہ پھر ان کی تشہیر کرو۔ بمطابق حدیث پاک یہی غیبت ہے ورنہ تو تہمت ہو جائے گی۔

اسی طرح اسلام میں ریا' دکھاوا' دولت کی نمود و نمائش سے سختی سے روکا گیا ہے اور اس کی جگہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے جسکا مفہوم یوں ہے کہ

"وہ شخص مومن نہیں جو خود تو پیٹ بھر کھا تا ہے اور اس کا پڑوسی بھوکا سوتا ہے"۔ ہمیں بھی ان ہزاروں بھوکے پیٹ فٹ پاتھوں اور جھونپڑیوں میں پڑے لوگوں کا خیال رکھنا چاہئے یہ سوچے بغیر کہ ایک میرے فلاحی کام کرنے سے کیا فرق پڑے گا۔ اسی لئے کہ بارش کی جل تھل میں سب سے زیادہ حصہ اس پہلے قطرے کا ہوتا ہے جو زمین میں جذب ہو کر اس کی پیاس بجھاتا ہے یا ہم اس انتظار میں رہیں کہ پو پھوٹے تو ہم بھی اپنا دیا جلائیں گے۔

یہ وہ کوششیں ہیں جو ہم اور آپ انفرادی سطح پہ کر سکتے ہیں دوسری صورت یہ ہے کہ حکومتی سطح پر ایسے اقدامات کئے جائیں جو اس ملک کی بقا کیلئے ناگزیر ہو چکے ہیں مثلاً ملک بھر میں تعلیم سستی اور مفت ہو۔ ایک سسٹم آف سکولنگ ہو ایک نصاب ہو تا کہ آدمی تیتر آدھی بٹیر بننے کی بجائے نوجوان نسل ایک قوت بن کر اٹھے۔ ایک جیسی سوچ کے حامل ہوں۔ ایک کا عمل دوسرے کی تقویت کا باعث ہو۔ اسی طرح معیار زندگی چند لوگوں کا بہتر نہ بنایا جائے یا کم از کم سب کو بنیادی ضرورتیں تو فراہم کی جائیں۔ پینے کا صاف پانی' بہتر علاج

www.naqshbandiaowaisiah.com



اور مفت علاج میسر کیا جائے جیسے کہ حکومتی اداروں میں کام کرنے والوں کو سہولیات میسر ہیں۔ باقی بھی اسی ملک کے شہری ہیں اُن کا بھی ان پہ حق ہے۔

انہیں بھی روزگار مہیا کیا جائے کوئی بھی شخص بے کار نہ پھرے اس لئے کہ Empty mind is Devels workshop اور اس لئے بھی کہ وہ شخص جو بے روزگاری کے ہاتھوں ضائع ہو رہا ہے اس کا ٹیلنٹ اس ملک کی رگوں میں دوڑنے والا خون ثابت ہو سکتا ہے۔ لوگوں کو قانون کا تحفظ دیا جائے۔ عدل و انصاف مہیا کیا جائے اور بروقت مہیا کیا جائے۔

جاپان میں نمبر ایک کوالٹی کی چیز Export نہیں کی جاتی کہ اس پہ ان کی اپنی قوم کا زیادہ حق ہے۔ یہاں قابل استعمال چیز ہی وہ ہوتی ہے تو ایکسپورٹ کوالٹی کی ہوتی ہے۔ یا باہر سے آئی ہوتی ہے۔ قیمتوں پہ ناپ تول پہ کوالٹی پہ کوئی چیک نہیں اور تو اور وہ چیزیں جو ہمارے ملک کی پیداوار ہیں ہمیں ان کے لئے ترسایا جاتا ہے ہمارے کرتا دھرتا گندم اور چینی تک جو اس ملک کو اللہ کی دین ہیں وہ بھی اپنی ضروریات کا حق دیکھے بغیر راتوں رات بیرون ملک روانہ کر دی جاتی ہیں چند لوگ پیسے کھرے کر لیتے ہیں اور پورا ملک بھوک کا عذاب بھگتتا ہے۔ یہ لوگ کوئی باہر سے آئے ہوئے غاصب نہیں ہیں پھر بھی انہیں اس ملک سے کوئی پیار نہیں۔ جس کے باسی بھوک اور ظلم کے ہاتھوں خودکشی کرنے پہ مجبور ہو جاتے ہیں ان کے اس زاویے کے شائد ہم بھی کسی حد تک ذمہ دار ہوں کہ یہ بھی اسی سسٹم اور معاشرے کی پیداوار ہیں ایک ایک فرد کی اصلاح کیلئے ایک مکمل ماحول چاہئے جس کی بنیاد عدل و انصاف پہ رکھی ہو اس کی معاشرت پاکیزہ اسلامی اقدار کی حامل ہو اور ایسی گود اور گہوارا چاہئے جو اعلیٰ کردار کی مثال ہو۔

جب تک بنیادیں درست نہیں ہوں گی عمارت ٹیڑھی ہی رہے گی۔ جڑوں میں زہر بھرا ہو تو پھل کیسے میٹھا ہو؟

ہم میں سے کسی کو بھی یہ سزاوار نہیں ہے کہ دوسرے پہ انگلی اٹھائے تعمیر ہو کہ تخریب اس میں ایک ایک اینٹ کا حصہ ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا ہم اپنے حصے کی ذمہ داری پوری کر رہے ہیں؟

☆☆☆☆


## ضرورت نمائندگان

ماہنامہ المرشد کیلئے پاکستان کے تمام اضلاع سے نمائندگان کی ضرورت ہے۔ اس کارخیر میں شرکت کے خواہشمند احباب درج ذیل ایڈریس پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

"ماہنامہ المرشد" اے۔ ٹی۔ ایم بلڈنگ

پُل کوریاں، سمندری روڈ فیصل آباد

فون نمبر 0301-6045981


☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com



# مقام عشق

☆......زیرو پوائنٹ......☆

جاوید چوہدری

عامر چیمہ کون تھا' وہ جرمنی میں کیا کر رہا تھا' وہ دن میں مذہب کا کتنا مطالعہ کرتا تھا' اس کی دماغی حالت کیا تھی' برلن کی پولیس نے اسے کیوں گرفتار کیا' اسے جرمنی کے بدنام ترین قید خانے موآبٹ جیل میں کیوں رکھا گیا اس نے تین مئی ۲۰۰۶ء کو خودکشی کی یا وہ حقیقتاً جیل حکام کے ہاتھوں شہید ہوا' وہ غازی ہے' شہید ہے یا پھر مقتول' آیئے ہم یہ سارے سوال آنے والے وقت پر چھوڑ دیں' ہم ان کے جواب وقت کی تحقیق' وقت کے وکیل اور وقت کی عدالت کے حوالے کر دیں' ہم اس کا فیصلہ مغرب کے ایماندار سکالرز اور محققین پر چھوڑ دیں اور انتظار کریں آنے والا وقت عامر چیمہ کو کیا قرار دیتا ہے' وہ عامر چیمہ کے مقدمے کا کیا فیصلہ سناتا ہے۔ لیکن ہم اس ریفرنڈم کو وقت کے حوالے نہیں کر سکتے جو مئی کے مہینے میں ہوا اور اس نے پوری دنیا کے ذہنوں کا دھارا بدل دیا' ہم اس ریفرنڈم کا فیصلہ ابھی اور اسی وقت سنائیں گے یہ ریفرنڈم عامر چیمہ کے انتقال سے برپا ہوا اور اس نے پوری دنیا کے سیکولر ذہنوں کو جڑوں سے ہلا دیا' اس نے دنیا پر عوام کے اصل جذبات آشکار کر دیئے اور اس نے تہذیبوں کے تمام تصادم کھول کر رکھ دیئے۔

اس ریفرنڈم کا آغاز راولپنڈی کی ایک متوسط بستی ڈھوک کشمیریاں کی گلی نمبر ۱۸ سے ہوتا ہے یہ ریفرنڈم اس کے بعد وزیر آباد کے قصبے ساروکی میں جاتا ہے اور اس کے بعد اس ریفرنڈم کا سلسلہ پورے عالم اسلام میں پھیل جاتا ہے اور اس کے بعد کرہ ارض پر بکھرے ۶۲ اسلامی ممالک کے ایک ارب ۴۷ کروڑ ۶۲ لاکھ ۳۳ ہزار چار سو ۰۷ مسلمانوں تک نہ صرف عامر چیمہ کا نام پہنچتا ہے بلکہ وہ مسلمان اسے اپنے خیالات اور خواہشات کا ترجمان سمجھنے لگتے ہیں میں اپنے خیالات اور رویوں میں ایک لبرل شخص ہوں' میری سوچ صدر بش اور جناب پرویز مشرف سے ملتی جلتی ہے' میں بھی یہ سمجھتا ہوں مسلمانوں کو اعتدال پسند اور نرم ہونا چاہئے میں بھی یہ یقین رکھتا ہوں انسانوں کے دل تلوار سے فتح نہیں کئے جا سکتے لوگوں کو بدلنے کے لئے فوج اور جرنیلوں کی نہیں بلکہ اولیا اور صوفیا کی ضرورت ہوتی ہے' میں بھی یہ خیال کرتا ہوں آپ جسم سے بم باندھ کر لوگوں کے جذبات اور خیالات کے دھارے نہیں بدل سکتے' میرا ابھی یہی خیال ہے آج کے دور میں ایک دو سو لوگوں کے لشکر سے مغرب کی ٹیکنالوجی کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا' میں بھی یہ سمجھتا ہوں سر درد اور بخار کی ایک معمولی دوا ایجاد کرنے والا شخص نعرے لگانے اور جلوس نکالنے والے دس لاکھ لوگوں سے بہتر ہے لیکن جب عامر چیمہ کے ریفرنڈم کی باری آتی ہے تو میرے تمام لبرل خیالات جواب دے جاتے ہیں میرے سارے فلسفوں کی بنیادیں ہل جاتی ہیں اور میں بھی دنیا کو حیرت سے دیکھنے لگتا ہوں۔

یہ ریفرنڈم کیا تھا اور اس کا آغاز کیسے ہوا؟ عامر چیمہ نے تین مئی کو موآبٹ جیل میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے آنکھیں بند کر لیں چار مئی کے پاکستانی اخبارات میں عامر چیمہ کے انتقال کی چھوٹی سی خبر شائع ہوئی اس کے بعد جوں جوں دن گزرتے گئے عامر چیمہ کا نام اور خبر بڑی ہوتی چلی گئی یہاں تک کہ ۱۳ مئی کو جب وزیر آباد کے قصبے ساروکی

www.naqshbandiaowaisiah.com



میں عامر چیمہ کا جنازہ ہوا تو عامر چیمہ نہ صرف پاکستان کے سارے میڈیا کی ہیڈ لائن تھا بلکہ دنیا بھر کے اخبارات' ریڈیوز' ٹیلی ویژن اس کے جنازے کی جھلکیاں دکھا رہے تھے عامر چیمہ کا جنازہ پنجاب کے پانچ بڑے جنازوں میں سے ایک تھا گوجرانوالہ ڈویژن کی تاریخ میں پہلی بار کسی جگہ دو لاکھ لوگ اکٹھے ہوئے تھے' یہ ایک ایسے شخص کا جنازہ تھا جو تین مئی ۲۰۰۶ء تک ایک عام اور گمنام شخص تھا اس گمنام اور عام شخص کو کس بات کس ادا نے خاص بنا دیا یہ ادا یہ بات بنیادی طور پر اسلامی معاشرے اور مسلمانوں کی اساس ہے یہ وہ خون ہے جو ہر مسلمان کی رگوں میں دوڑتا ہے یہ محبت کا وہ دریا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا تھا جب تک یہ لوگ آپ ؐ سے اپنی آل اولاد اور زمین جائیداد سے بڑھ کر محبت نہیں کرتے یہ مسلمان نہیں ہو سکتے' یہ وہ خیال یہ وہ احساس ہے جو ہر مسلمان کے اندر روح کی گہرائی تک پیوست ہے یہ وہ جذبہ ہے جو ایک مسلمان کو دوسرے شخص سے جدا کرتا ہے یہ احساس' یہ جذبہ رسول اللہ ؐ کی محبت اور یہ محبت جس دل پر دستک دے دیتی ہے وہ شخص گمنامی سے نکل کر عامر چیمہ بن جاتا ہے وہ غازی علم دین شہید ہو جاتا ہے علامہ اقبال نے کہا تھا کہ میں نے غازی علم دین شہید کے رشک میں جتنے آنسو بہائے ہیں وہ میری بخشش کیلئے کافی ہیں عامر چیمہ کا جنازہ اس محبت کا ایک چھوٹا سا ریفرنڈم تھا۔

ساروکی کے اس ریفرنڈم سے پہلے ایک ریفرنڈم گلی نمبر ۱۸ میں ہوا اس ریفرنڈم نے اس غیر معروف اور پسماندہ گلی کا مقدر بدل دیا رسول اللہ ؐ کی محبت میں ڈوبے ہزاروں عقیدت مندوں نے اس گلی کو اپنا مرکز بنا لیا لوگ اس گلی میں قدم رکھنے سے پہلے وضو کرتے تھے' سفید کپڑے پہنتے تھے اور خوشبو لگاتے تھے لوگ باادب ہو کر عامر چیمہ کے والد کے ہاتھ چومتے تھے تین مئی سے ۱۵ مئی تک ۱۲ دنوں میں ایک لاکھ لوگوں نے اس بوڑھے پروفیسر کے ہاتھ چومے' یہ سعادت اس ملک کے شاید ہی کسی شخص کو حاصل ہوئی ہو لوگوں نے گلی نمبر ۱۸ میں پھولوں اور گلدستوں کا انبار لگا دیا عامر چیمہ کے گھر کے سامنے لوگوں نے اتنے پھول رکھے کہ جو بھی شخص اس گلی میں داخل ہوتا تھا اس کا پورا جسم مہکنے لگتا تھا لوگوں کی اس آمدورفت سے متاثر ہو کر پولیس کو گلی نمبر ۱۸ میں باقاعدہ چوکی بنانا پڑ گئی لوگ آتے تھے عامر چیمہ کے گیٹ کے سامنے سر جھکا کر کھڑے ہو جاتے تھے اور گیٹ کو سلام کر کے واپس چلے جاتے تھے' عقیدت کی اس کشش میں اتنی شدت تھی کہ لبرل اور اعتدال پسند حکومت کے ارکان بھی خود کو گلی نمبر ۱۸ سے دور نہ رکھ سکے ان بارہ دنوں میں پنجاب اور وفاق کے ۲۳ وزراء عامر چیمہ کے گھر گئے اور انہوں نے شہید کے والد کے ہاتھ چومے' ضلع راولپنڈی کی ساری انتظامیہ بار بار اس کے گھر گئی' اخبارات میں عامر چیمہ کی تصویریں اس کے لواحقین اور اس کے چاہنے والوں کے بیانات منوں کے حساب سے شائع ہوئے عامر چیمہ نے مئی کے مہینے میں ریکارڈ کوریج حاصل کی' آج پاکستان کا بچہ بچہ نہ صرف اس کے نام سے واقف ہے بلکہ وہ اس پر فخر کرتا ہے یہ کیا ہے؟ یہ مغرب اور مغربی سوچ کے خلاف ریفرنڈم ہے یہ ریفرنڈم ثابت کرتا ہے مسلمان اور مغربی انسان کی سوچ میں زمین آسمان کا فرق ہے جسے مغرب آزادی اظہار کہتا ہے اسے مسلمان نہ صرف توہین سمجھتے ہیں بلکہ وہ توہین کا یہ داغ دھونے کیلئے جان تک دے دیتے ہیں' مجھے ایک بار ایک مغربی سکالر نے کہا ''ہمیں سمجھ نہیں آتی ایک مسلمان مغرب میں پیدا ہوتا ہے' اس کا سارا لائف سٹائل مغربی ہوتا ہے اس میں سارے شرعی عیب بھی موجود ہوتے ہیں لیکن جب اسلام اور رسول اللہ ؐ کا ذکر آتا ہے تو اس مغربی مسلمان اور کٹر مولوی کے ردعمل میں کوئی فرق نہیں ہوتا؟'' ''کیوں'' میں نے عرض کیا'' یہ وہ بنیادی بات ہے جسے مغرب کبھی نہیں سمجھ سکتا' یہ دلوں کے

www.naqshbandiaowaisiah.com



سودے ہوتے ہیں اور دلوں کے سودے کبھی بیوپاری کی سمجھ میں نہیں آسکتے' نبی اکرمؐ کی ذات ایمان کی وہ حساس رگ ہوتی ہے جو برف سے بنے مسلمان کو بھی آگ کا گولہ بنا دیتی ہے مسلمان دنیا کے ہر مسئلے پر سمجھوتہ کر لیتا ہے لیکن وہ رسول اللہ کی ذات پر کبھی سمجھوتہ نہیں کرتا' عشق رسولؐ وہ مقام ہے جہاں سے مومن کی زندگی کا آغاز ہوتا ہے جہاں موت سے بڑی سعادت اور فنا سے بڑی کوئی زندگی نہیں ہوتی' جہاں پہنچ کر انسان مرنے کے بعد زندہ ہوتا ہے میں نے اس سے کہا دنیا میں لوگ مرنے کے بعد گمنام ہو جاتے ہیں لیکن عشق رسولؐ میں آنے والی موت انسان کو ابد تک زندہ کر دیتی ہے' یہ ایک ایسی آگ ہے جو انسان کو جلاتی نہیں' اسے بناتی ہے اسے دوبارہ زندہ کرتی ہے اور تم اور تمہارے لوگ اس کیفیت اس سرور کو کبھی نہیں سمجھ سکتے تم لوگوں نے زندگی میں محبت رسولؐ کا ذائقہ چکھا ہی نہیں' تمہیں کیا پتہ رسول اللہؐ سے محبت کرنے والے شخص کے دل سے کون سی روشنی نکلتی ہے اور یہ روشنی کس طرح موت کے خوف کو مالٹے کے چھلکے کی طرح اتار کر دور پھینک دیتی ہے یہ اسے سارے دکھوں سے آزاد کر دیتی ہے۔

ہم سب لوگ عامر چیمہ جیسے لوگوں کا مقام نہیں سمجھ سکتے۔

بشکریہ "روزنامہ جنگ"

☆☆☆☆☆☆

دل کو روشن رکھنے کے لئے اللہ کا قرب تلاش کرنے کے لئے' معاشرے میں مفید ہونے کے لئے اللہ کی مدد درکار ہوتی ہے۔ وہ مدد حاصل کرنے کے لئے اللہ کی رحمت درکار ہوتی ہے۔ وہ رحمت حاصل کرنے کے لئے اللہ کے رسول ﷺ کی تائید درکار ہوتی ہے۔ وہ تائید وہ برکات' وہ توجہ حاصل کرنے کے لئے عبادت کی جاتی ہے۔ عبادت کی نقد اجرت یہ ہے کہ جب آپ عبادت کریں' جب آپ ذکر کریں' جب آپ تلاوت کریں' جب آپ درود پڑھیں' جب آپ تسبیحات پڑھیں' جب آپ مراقبات کریں تو دل میں ایک جرات رندانہ' ایک احساس' ایک شعور پیدا ہو کہ میں معاشرے میں کیا مثبت کردار ادا کر سکتا ہوں' کون سا ظلم ہے جو میں روک سکتا ہوں ورنہ کم از کم اپنے آپ کو تو ظلم سے روک لوں۔ "امیر محمد اکرم اعوان"

یونیک انٹرنیشنل گارمنٹس (پرائیویٹ) لمیٹڈ

یو کے ہوزری پل کوریاں سمندری روڈ فیصل آباد فون
041-2664028
041-2665971

www.naqshbandiaowaisiah.com



# ارشاداتِ اکابر

اعجاز احمد بخاری
☆.................مظفر گڑھ

**(1)** حضرت حاجی عبدالغفور جودھپوری رحمتہ اللہ علیہ ایک غریب گمنام اور ان پڑھ تھے۔ لیکن حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ سے عقیدت ہوئی تو بیعت ہو گئے۔ دینی ذوق و دینی شعور ایسا پیدا ہوا کہ قرآن مجید پڑھ لیا اور اردو کی کتابیں پڑھنے کی صلاحیت پیدا ہو گئی۔ لیکن لکھ نہیں سکتے تھے کچھ عرصہ تک بیعت کے بعد حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے خلافت عطا کر دی تو حاجی صاحب نے اپنا عرض حال لکھوایا کہ حضرت اول تو میں پڑھا لکھا نہیں ہوں۔ دوئم ذکر و شغل بھی نہیں کیا ہے۔ سوئم میں ایک چھوٹی ذات کا آدمی یعنی تیلی ہوں۔ البتہ صوم وصلوۃ کی پابندی ہوتی رہتی ہے۔ رہی۔ جہاں تک کبر حسد وغیرہ کے بارے میں موٹی موٹی معلومات ہیں۔ حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے صرف یہ جواب دیا۔ تیلی ہونے میں کیا حرج ہے؟ بعض تیل گھی سے بھی زیادہ مہنگے ہوتے ہیں۔ باقی صوم وصلوۃ کیا تھوڑی نعمت ہیں۔ ریاء۔ عجب وغیرہ سے متعلق اتنی معلومات رکھنا نور علی نور ہیں۔ خلافت کا کام جاری رکھئے انشاء اللہ برکت ہوگی۔ چنانچہ بڑے بڑے علما کرام نے آپ سے استفادہ حاصل کیا۔

**(2)** علامہ سید سلیمان ندوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
ہندوستان میں جن بزرگوں کے دم قدم سے اسلام کی روشنی پھیلی وہ حقیقت میں وہی تھے جن کی ذات میں مدرسہ اور خانقاہ کے کمالات کی جامعیت تھی اور علوم نبوت سے قریب تر تھے اس لئے ان کا فیض بعید سے بعید تر حصہ تک پھیلتا گیا۔ شاہ عبدالرحیم رحمتہ اللہ علیہ سے لیکر شاہ اسماعیل شہید رحمتہ اللہ علیہ تک آپ ایک ایک کر کے دیکھیں تو ظاہر و باطن کے علوم والوں کی یکجائی کا نظارہ آپ کو ہوگا وہ علوم وتدریس کے وقت "یعلمھم الکتاب" کا جلوہ دکھاتے اور حجروں میں بیٹھ کر "یزکیھم" کی جلوہ ریزی فرماتے تھے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور انکے بعد تابعین کے تین زمانوں تک یہ دونوں ظاہری و باطنی کام اسی طرح برابر جاری رہے جو استاد تھے وہ شیخ تھے اور جو شیخ تھے وہ استاد تھے۔ اس کے بعد وہ دور آنا شروع ہوا جس میں مسند ظاہری کے درس گو باطن کے کورے اور باطن کے روشن دل ظاہر سے کورے ہونے لگے اور عہد بہ عہد ظاہر و باطن کی یہ خلیج بڑھتی ہی چلی گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مدارس سے علماء دین کی جگہ علماء دنیا نکلنے لگے اور باطن کے مدعی علم شریعت کے اسرار و کمالات سے جاہل ہو کر رہ گئے۔

فرماتے ہیں کہ اہل علم مدرس سے علم نبوت تو حاصل کرتے ہیں لیکن نور نبوت کے حاصل کرنے کے لئے کسی شیخ کامل سے وابستگی ضروری ہے۔

**(3)** حکیم الامت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علما کرام علوم ظاہرہ کی تکمیل کیلئے مدارس میں آٹھ برس لگاتے ہیں اگر باطنی اصلاح کیلئے صرف آٹھ ماہ بھی کسی شیخ کامل کے ہاں گزار دیں

تو علم عمل میں ڈھل جاتا ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ سے فرمایا میرے پاس کتابوں کا کافی ذخیرہ ہے اسے بھی ہندوستان اپنے ساتھ لے جاؤ۔ تھانوی صاحب نے عرض کیا حضرت کتابوں میں کیا رکھا ہے بلکہ اپنے سینے سے کچھ عطا کر دیں۔ مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے یوں فرمایا

سینہ اوراق کتب در نار کن
سینہ را از نور حق گلزار کن

ایک عارف باللہ کا قول ہے۔

طالب علم نے اگر "کیوں" کہنا چھوڑ دیا تو ناکام ہوگا اور اگر سالک نے "کیوں" کہنا شروع کر دیا تو ناکام ہو جائے گا۔

افاضات حکیم الاسلام جلد چہارم کے صفحہ ۹۷ پر درج ہے کہ حضرت مولانا قاری محمد طیب فرماتے ہیں پہلے زمانہ کی یہ شان تھی کہ جب آٹھ دس برس میں علم حاصل کر لیتے تھے اس کے بعد عمل سیکھنے کیلئے مشائخ کی خدمت میں رہتے تاکہ اعمال و اخلاق درست ہوں۔ ہمارے ہاں دارالعلوم دیوبند میں بھی میرے طالب علمی کے زمانہ تک تو یہ پابندی رہی کہ طالب علم فارغ التحصیل ہو جاتا تھا لیکن سند نہیں دی جاتی تھی جب تک جماعت کے کسی بزرگ کے پاس رہ کر ان کا مرید ہو کر اپنے اخلاق کی اصلاح نہ کرالے۔ بعد میں ایسا نہ رہا اس لئے خرابی پیدا ہوگئی۔

بہر حال جیسے علم ضروری ہے اس طرح اخلاق (تصوف) بھی ضروری ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆

## اتفاق فی الدین میں ہے سراسر اختلاف (انجینئر عبدالرزاق اویسی)

ہم تو بدعتوں کو بھی داخل کر چکے ہیں دین میں روکے ان سے ہو کوئی تکرار ہم غلط اس کو نہیں اپنی کم علمی کے باعث جھگڑے ہیں ان کو نہیں بلکہ اس سے بڑھ کے ہم تو دین ہی سمجھیں انہیں چودہ صدیوں کی مسافت آ گئی ہے درمیاں مصطفی جس سے ہوئے دین کا روشن آسماں آج کل نہ ہیں مسلمان نظروں میں نظم بند [illegible] بھی ہو چکے ہیں [illegible] وحشی مند اختلاف رائے ہوتا ہے یہ انسانی مزاج ہو اتفاق میں تو یہ مانے عداوت کا خراج اختلاف و دشمنی میں ہے سراسر اختلاف ایک نفرت ہے سراپا ایک کامل اتفاق میں نبوی ﷺ کی [illegible] ایک بڑی روشن مثال کی باتوں سے جدا کر دیکھو تو عہد کمال غزوہ خندق کا جس دم ہو گیا تھا اختتام آپ ﷺ نے اصحاب کو پہنچایا سب کو یہ پیام اب قریظہ پہنچے کا فوری کر لو اہتمام ان کی بدعہدی پہ اب تم لے لو ان سے انتقام سب مسلح ہی رہیں اور ایک پل بھی نہ تھمیں اور قریظہ میں نماز عصر سب جا کے پڑھیں سب نے عشاق نے تو ہو گئے فوراً رواں بعض نے رستے میں ادا کی بعض نے جا کے وہاں آپ ﷺ نے فرمایا سن کے ہر دو باتوں پہ سکوت تھے عمل مقبول دونوں مل گیا اس کا ثبوت تو صحیح یہاں سے جو راستے میں ہو اختلاف ہے اگر اخلاص دل میں لغزشیں بھی ہوں معاف

www.naqshbandiaowaisiah.com



# حیاتِ طیبہ ........ (تبصرہ)

**عبدالوحید ایم اے**

☆ ............ راولپنڈی

صوفی ہوں نہ ہی تصوف سے کوئی خاص شغف ہے۔ ریٹائرڈ لائبریرین ہوں۔ پڑھنے کو کچھ مل جائے تو ضرور پڑھتا ہوں۔ ذکر قلبی کے مقلد میرے بھانجے عاصم چودھری نے کتاب پڑھنے کو دی۔ بڑی جاذبِ نظر لگی۔ اولیاء اللہ بارے تجسس کے باعث کتاب کا مطالعہ کیا تو ایک ایک حرف گویا روح میں اُترتا چلا گیا۔ یہ کام وہی شخص کرسکتا ہے جس کو مرشد سے سچی لگن ہو اور حقیقی جادہ شناس ہو۔ موضوعی جامعیت کی حامل یہ کتاب تصوف کا ایک اعلیٰ شاہکار ہے۔ ابوالاحمدین کس مقام پر ہیں اُن کی عظمت کا احساس کتاب سے ہی ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنا کام بڑی خوبی اور جانفشانی کے ساتھ مکمل کیا ہے۔ بلا شبہ وہ تعریف کے بے حد مستحق ہیں۔ نشر و اشاعت کی جدید سہولتوں کے باوجود ہمہ جہت اصفیاء اور اولیاء اللہ کے بارے مکمل تحقیق کوئی آسان کام نہیں قرون وسطیٰ میں تصوف پر بڑی جامع اور مستند تصانیف مرتب ہوئیں لیکن احمدین کی کاوش منفرد اور لازوال ہے بہترین رہنما ہے۔ حضرت جیؒ کی سوانح حیات پر انہوں نے جس اسلوب کو اپنایا ہے۔ وہ یقیناً ناقابل فراموش ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سیاست دان بننے کیلئے ضروری ہے کہ مشاہیر کی تحریروں اور سوانح عمریوں کا مطالعہ کیا جائے۔ لہذا تصوف کے میدان میں آگہی حاصل کرنی ہو تو ابوالاحمدین صاحب کی تالیف کا مطالعہ عنایت درجہ ضروری ہے۔ انہوں نے بساط سے کہیں زیادہ حق ادا کیا ہے۔ حضرت ممدوحؒ اور امیر المکرم شیخ نقشبندیہ اویسیہ ایسے کرداروں کو زندہ جاوید بنا دیا۔ طرز بیان اس قدر دلنشین ہے کہ کتاب چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ یہی وجہ ہے کہ سات سو صفحات کی کتاب دو روز میں ختم کر ڈالی۔ قرآن و حدیث کے حوالوں سے مزین کر کے مصنف نے اپنے شیخ رحمتہ اللہ علیہ کا حق ادا کر دیا۔ عبارت کا تسلسل اتنا بھرپور ہے کہ کہیں بھی غلطی کا احساس نہیں ہوتا۔ مطالعہ کے نقوش مدتوں یاد رہیں گے۔

نہ چھیڑ ان خرقہ پوشوں کو ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضاء لئے بیٹھے ہیں یہ اپنی آستینوں میں

☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com



طب و صحت

# ''کلونجی'' احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں

آصف محمود
☆..........ڈسکہ

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ کالے دانے میں ہر بیماری سے موت کے علاوہ شفا ہے اور کالے دانے شونیز کے ہیں (بخاری۔ مسلم۔ ابن ماجہ۔ مسند)

حضرت سالم بن عبداللہؓ اپنے والد محترم عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم اپنے اوپر ان کالے دانوں کو لازم کرلو ان میں موت کے علاوہ ہر بیماری سے شفا ہے۔

یہی روایت مسند احمد میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے فرمایا ہے کہ بیماریوں میں موت کے سوا ایسی کوئی بیماری نہیں ہے جس کیلئے کلونجی میں شفا نہ ہو۔ (مسلم)

سیرت کی کتابوں میں موجود ہے نبی کریمؐ خود بھی طبی ضروریات کیلئے کبھی کبھی کلونجی کھایا کرتے تھے مگر آپؐ اُس کو شہد کے شربت کے ساتھ نوش فرمایا کرتے تھے۔

حضرت خالد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ میں غالب بن جبر کے ہمراہ سفر میں تھا وہ راستہ میں بیمار ہو گئے ہماری ملاقات ابن ابی عتیق حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بھتیجے سے ہوئی۔ مریض کی حالت دیکھ کر فرمایا کہ چند دانے کلونجی کے پیس لو پھر اُن کو زیتون کے تیل میں ملا کر ناک کے دونوں طرف ڈالو کیونکہ ہمیں حضرت عائشہ صدیقہؓ نے بتایا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ ان کالے دانوں میں سوائے سام کے ہر بیماری کیلئے شفا ہے۔ میں نے پوچھا سام کیا ہے فرمایا موت۔

اس علاج سے غالب بن جبر تندرست ہو گئے۔

(بخاری۔ ابن ماجہ)

## کلونجی کیا ھے؟

اس کا بائیولوجیکل نام Nigella Stivum یا Black Carawpy ہے اس کو انگلش میں Black Cumin بلیک کیومن کہتے ہیں جبکہ اُردو اور پنجابی میں کلونجی کے نام سے مشہور ہے۔ عربی میں حبتہ السودا' اور فارسی میں شونیز کہتے ہیں اس کا پودا سونف کے پودے کی طرح مگر قد میں ذرا چھوٹا ہوتا ہے۔ پتے سونف کے پودے کی طرح مگر تھوڑے سے پتلے اور چوڑے ہوتے ہیں پھول سفیدی مائل زرد کبھی نیلاہٹ یا زرد ہوتے ہیں۔ سردیوں میں اس پودے پر آدھ انچ لمبی پھلیاں لگتی ہیں جن میں سیاہ رنگ کے بیج ہوتےہیں یہی کلونجی کہلاتی ہے جو کہ بطور دوا استعمال کی جاتی ہے اس میں ایک خاص قسم کی خوشبو ہوتی ہے اس کی فصل گندم کی فصل کے ساتھ ہی پک کر تیار ہو جاتی ہے اس کی کاشت ملتان۔ بہاولپور، رحیم یار خاں اور سندھ کے علاقوں میں دیکھنے میں آئی ہے۔

## اصل کلونجی کی پھچان۔

کلونجی کو اگر سفید کاغذ میں لپیٹ کر رکھا جائے تو کاغذ پر تیل کے داغ پڑ جاتے ہیں بعض لوگ کلونجی اور تخم پیاز میں فرق نہیں کرتے کیونکہ کلونجی کی شکل تخم پیاز سے مشابہت رکھتی ہے مگر ان

www.naqshbandiaowaisiah.com



[illegible] ہیں جبکہ کلونجی کی [illegible] ہوتی ہے۔

## کلونجی کی کیمسٹری کا انسان کی کیمسٹری سے تعلق

کلونجی کی کیمسٹری کا انسان کی کیمسٹری سے گہرا تعلق ہے کیونکہ جو کیمیائی اور حیاتیاتی عناصر کلونجی میں پائے جاتے ہیں وہی عناصر انسان کے جسم میں بھی پائے جاتے ہیں اس لئے تو آپ نے فرمایا کہ سوائے موت کے ہر بیماری کیلئے کلونجی میں شفا موجود ہے۔

## کلونجی کے طبی افعال اور خواص

کلونجی [illegible] والی مقوی معدہ [illegible] اور پیشاب کو جاری کرنے والی [illegible] کی طرف جذب کرنے والی [illegible] دور کرنے والی پیٹ کے کیڑوں کو [illegible] والی مقوی [illegible] اعصاب دافع نسیان [illegible] اور بدہضمی کو دور [illegible] طاقت دینے والی گردے اور مثانہ سے [illegible] دور کرنے والی [illegible] اور زکام میں [illegible] اس کا [illegible]

[illegible] اپنے طبیب کے مشورہ سے [illegible]

مقدار خوراک تین ماشے درج ہے کلونجی کا مزاج گرم ہونے کی وجہ سے اس کا استعمال تین ماشہ سے زیادہ نہیں کرنا چاہئے اس کا استعمال شہد، زیتون، دہی کے ساتھ ملا کر کھانا چاہئے حاملہ خواتین کلونجی یا روغن کلونجی استعمال نہ کریں۔ کلونجی کو مرگی کے دورے کے دوران سرکہ میں [illegible] ناک میں ٹپکانے سے دورہ ختم ہو جاتا ہے کلونجی کو دہکتے کوئلوں پر ڈال کر اس کی دھونی لینے سے زکام دور ہو جاتا ہے کلونجی کے استعمال سے بیرونی ورم بھی ٹھیک ہو جاتے ہیں اس لئے کلونجی کے تیل کی مالش بھی بہت مفید ہے۔ کلونجی کا جوشاندہ پینے سے بواسیر والے مریض کو بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اس کو مسلسل کھانے سے لقوہ اور فالج کے مریض درست ہو جاتے ہیں۔ روغن کلونجی اور روغن زیتون ملا کر کان میں ڈالنے سے کان کی سوزش اور درد ختم ہو جاتا ہے کلونجی کو روغن زیتون کے ساتھ صبح نہار منہ استعمال کرنے سے رنگ سرخ ہو جاتا ہے۔ اس کا تین ماشہ سفوف مکھن میں ملا کر کھانے سے ہچکی بند ہو جاتی ہے۔ بدہضمی اور معدہ کا بہترین علاج ہے۔ غرضیکہ ہر مرض میں اس کا استعمال بہترین ہے جب آقائے نامدار نے فرمادیا ہے کہ اس میں سوائے موت کے ہر بیماری کیلئے شفا موجود ہے پھر اس کا استعمال بھی سنت رسول ہے لہذا ہر تندرست انسان کو بھی اس کا استعمال ضرور کرنا چاہئے۔ کلونجی کی اہمیت اور اس کی افادیت پر کافی بحث ہو چکی ہے ذیل میں کلونجی کے چند نسخہ جات پیش کئے جا رہے ہیں جن کو کوئی بھی بغیر خطرہ استعمال کر سکتا ہے۔

**سر درد:** سر درد کے وقت روغن کلونجی سر اور کنپٹیوں پر ملیں [illegible] ایک چمچ شہد کے ساتھ دن میں تین دفعہ استعمال کریں۔

**چکر آنا:** چکر آنے کی صورت میں روغن کلونجی کے [illegible] قطرے ایک پیالی دودھ میں ملا کر دن میں تین دفعہ استعمال کریں۔

**قبض۔** سنا مکی کے پتوں کا سفوف بنائیں ہمراہ روغن کلونجی آدھ چمچ گرم دودھ میں ملا کر رات کو سونے سے پہلے پی لیں اس کا استعمال کچھ عرصہ تک جاری رکھیں قبض کا خاتمہ ہو جائے گا۔

**سینے کی جلن۔** دو چمچ شہد میں دس قطرے روغن کلونجی شامل کر کے روزانہ استعمال کرنے سے سینے کی جلن تیزابیت اور معدہ کے زخم کیلئے مفید ہے۔

ہچکی۔ آدھا چمچ روغن کلونجی تھوڑے سے تازہ مکھن میں ملا کر کھانے سے ہچکی آنا بند ہو جاتی ہے۔

**پیٹ کے کیڑے۔** روغن کلونجی دس قطرے سرکہ خالص بیس قطرے ایک کپ پانی میں ملا کر رکھیں اس میں سے چھوٹے بچوں کو چوتھائی پانی اور بڑوں کو آدھا پانی دن میں دو دفعہ استعمال کروائیں۔

**پیچش۔** دہی ایک پاؤ اور چھلکا اسپغول دس گرام ہمراہ روغن کلونجی ۱۰ قطرے دن میں تین دفعہ استعمال کروائیں پیچش کا خاتمہ ہو جائے گا۔

**جگر کی کمزوری۔**

دس گرام کاسنی کے بیج ایک گلاس پانی میں ۲۴ گھنٹے کیلئے بھگو دیں بعد میں پانی کو چھان لیں اور اس میں روغن کلونجی پانچ قطرے ملا کر پی لیں چند دنوں میں جگر کی کمزوری دور ہونا شروع ہو جائے گی۔ یاد رکھیں کاسنی کے بارے میں بھی رسول اللہ کا ارشاد مبارک موجود ہے۔

**مرگی اور رعشہ۔** روغن کلونجی ایک قطرہ ناک کے دائیں طرف اور ایک قطرہ ناک کے بائیں سوراخ میں ڈالیں اور روغن کلونجی شہد کے ساتھ استعمال کروائیں انشاء اللہ افاقہ ہو جائے گا۔

**یرقان۔** ایک پیالی پانی میں ۲۵ گرام برگ حنا (مہندی کے پتے) رات کو بھگو دیں صبح کو پانی چھان لیں ایک چھوٹا چمچ شہد اور روغن کلونجی دس قطرے ملا کر روزانہ ۱۵ یوم تک استعمال کریں۔

**نظر کی کمزوری۔** روزانہ صبح ایک گلاس گاجر کا جوس اور پندرہ قطرے روغن کلونجی کے ملا کر پئیں اس کا استعمال کافی عرصہ کریں۔

**ابتدائی موتیا۔** آنکھوں میں اگر موتیا کی ابتداء ہو تو خالص شہد پچاس گرام اور روغن کلونجی دس گرام ملا کر رکھ لیں اور سلائی سے دن میں تین بار آنکھوں میں لگائیں انشاء اللہ موتیا جو کہ ابتدائی ہوگا ختم ہو جائے گا۔ نوٹ۔ شہد آنکھوں میں بہت لگتا ہے۔

**کان کی سوزش۔** روغن کلونجی اور روغن زیتون ہم وزن ملا کر نیم گرم کر کے چند قطرے کان میں ڈالیں [illegible] سوزش ختم ہو جائے گی۔

**ذیابیطس۔** تخم میتھی کاسنی کی جڑ سفوف بنائیں اور [illegible] چمچ سفوف اور پانچ قطرے روغن کلونجی کے ڈال کر پانی کے ساتھ استعمال کریں اور ہر تیسرے دن کریلے کا پانی ایک کپ استعمال کریں۔

**ٹانسلز۔** چھوٹے بچوں کو اگر گلے وغیرہ کا مسئلہ بن جائے تو ایک چمچ شہد میں پانچ قطرے روغن کلونجی ملا کر دن میں تین بار چٹائیں اور گلے پر بیرونی طور پر روغن کلونجی مالش کریں۔

**کھانسی اور بلغم۔** [illegible] دس گرام [illegible] پانی میں جوش دیں جب پانی آدھا رہ جائے تو چھان [illegible] روغن کلونجی اور چمچ شہد ڈال کر پانی میں ملا کر استعمال کریں [illegible] ختم اور سینے پر جما ہوا بلغم بھی خارج ہو جائے گا۔

**پیشاب کی کمی۔** [illegible]

www.naqshbandiaowaisiah.com



ایک گلاس پانی میں جوش دیکر چھان لیں نیم گرم پانی میں روغن زیتون + روغن کلونجی کے 10+10 قطرے ملا کر استعمال کریں۔

**گردے کا درد۔** ایک گلاس پانی کو خوب جوش دیں بعد میں ایک بڑا چمچ خالص شہد اور دس قطرے روغن کلونجی استعمال کروائیں درد فوراً ختم ہو جائے گی۔

**ٹائیفائیڈ بخار۔** اجوائن دیسی ا تولہ ایک گلاس پانی میں رات کو بھگو دیں صبح چھان کر اس میں دس قطرے روغن کلونجی ملا کر خالی پیٹ پی لیں انشاء اللہ ایک ہفتہ میں ٹائیفائیڈ بخار ختم ہو جائے گا مگر اس کو مزید ایک ہفتہ جاری رکھیں۔

**کمزور بالوں کیلئے۔** ہفتہ میں تین بار روغن کلونجی بالوں پر لگایا کریں بال گرنے رک جائیں گے گھنے لمبے اور چمکدار بھی ہو جائیں گے۔

**یورک ایسڈ۔** تخم کلونجی اور سورنجاں شیریں ہم وزن لیکر سفوف بنالیں اور کیپسول میں بھر لیں صبح دوپہر شام کھانے کے بعد دودھ کے ساتھ استعمال کریں اللہ کے فضل سے یورک ایسڈ نارمل ہو جائے گی۔

**گردے کی پتھری۔** تخم کلونجی اور ناخن پری دونوں ہم وزن لیکر سفوف بنالیں جو کہ انتہائی باریک ہو یہ سفوف پانچ سے ے گرام صبح۔ دوپہر شام دیسی شکر کے شربت دو گلاس سے پی لیں بعد میں چاٹی کی لسی اور جوس وغیرہ کا استعمال کریں پرہیز میں گوشت انڈا پالک۔ ساگ ٹماٹر اور کلیجی وغیرہ کا پرہیز کریں انشاء اللہ پتھری خارج ہو کر نکلنی شروع ہو جائے گی۔

**ہیپاٹائٹس۔** تخم کلونجی پچاس گرام تخم کاسنی ۱۰۰ گرام سفوف بنالیں پانچ گرام سفوف روزانہ صبح خالی پیٹ عرق مکو کے ساتھ استعمال کریں انشاء اللہ ہیپاٹائٹس ختم ہو جائے گی۔

اس کے علاوہ روغن کلونجی (خالص) بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت کو بڑھاتا ہے خون کو صاف کرتا ہے ہر قسم کے وائرس کو ختم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اگر کسی علاقہ میں وبائی امراض پھوٹ پڑیں تو بھی روغن کلونجی کا استعمال اُن امراض سے محفوظ رکھتا ہے جلدی امراض کیلئے بھی مفید ہے بیماری سے مکمل نجات کیلئے روغن کلونجی یا تخم کلونجی کا استعمال روزانہ اور کافی عرصہ تک جاری رکھیں اگر روغن کلونجی خالص دستیاب نہ ہو تو اس کی جگہ تخم کلونجی استعمال میں لائیں دوا کھانے سے پہلے "یا اللہ شافی" ضرور پڑھیں انشاء اللہ ضرور شفا ہوگی۔

☆☆☆☆

## انا للہ وانا الیہ راجعون

گوجرہ سے سلسلہ عالیہ کے ساتھی رانا احمد نواز صاحب کے بہنوئی وفات پا گئے ہیں۔

گوجرہ سے سلسلہ عالیہ کے پرانے ساتھی محمد خلیل فوجی کی والدہ ماجدہ انتقال کر گئی ہیں۔

لاہور سے سلسلہ عالیہ کے صاحب مجاز ساتھی مخدوم نذیر احمد صاحب کے بھائی وفات پا گئے ہیں۔

امیر سلسلہ عالیہ ضلع سیالکوٹ صوفی محمد اشرف صاحب کے بہنوئی ناظم فاروق واپڈا انجینئر وفات پا گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کو جوار میں جگہ نصیب فرمائے۔

ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی اپیل کی جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com


علم الادیان اور علم الابدان کا حسین امتزاج : اقبال کے شاہینوں کا مسکن

راولپنڈی بورڈ اور پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن سے الحاق شدہ

مسلسل دس سال راولپنڈی بورڈ سے

پہلی تین پوزیشنیں حاصل کرنے والا واحد تعلیمی ادارہ

قائم شدہ 1984ء

دار العرفان منارہ

# صقارہ اکیڈمی

صحت مند پاکیزہ اور سیاست سے پاک ماحول

ہاسٹل کی سہولت موجود

- ایف اے
- ایف ایس سی
- جنرل سائنس
- پری انجینئرنگ
- پری میڈیکل
- آرٹس گروپ

نصابی تعلیم کے ساتھ ساتھ کردار سازی پر

خصوصی توجہ کمپیوٹر کی لازمی ٹریننگ

آئی ایس ایس بی کے ٹیسٹ کے لئے خصوصی

راہنمائی اور یقینی کامیابی کے مواقع

سیشن 2006ء

## داخلہ جاری ہے

محل وقوع :- صقارہ اکیڈمی دار العرفان منارہ ڈاکخانہ نور پور ضلع چکوال

رابطہ فون نمبر 0543-562222

562200

www.naqshbandiaowaisiah.com



## سلسلہ وار..................

### قلزم فیوضات حضرت العلام مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک زندگی کے حوالے تاریخ تصوف میں اپنی نوعیت کی واحد اور منفرد سوانح

# "حیات طیبہ"

سے اقتباس..........

قسط نمبر 5

### مدرسہ امینیہ۔

مسجد خواجگان ڈلوال میں دستار بندی کے باوجود حضرت جیؒ کی تشفی نہ ہوئی اور آپؒ دورہ حدیث کے اعادہ کے لئے 1933ء میں مدرسہ امینیہ دہلی تشریف لے گئے۔ ان دنوں اس مدرسہ کے سرپرست مفتی کفایت اللہؒ تھے۔ تحریک ریشمی رومال کی وجہ سے مدرسہ دیوبند مقفل تھا اور وہاں کے اساتذہ یا تو قید و بند کی صعوبتیں جھیل رہے تھے یا ملک بدر کر دیئے گئے تھے اور جو انگریز کی پکڑ دھکڑ سے بچ گئے تھے ان میں سے اکثر مدرسہ امینیہ ہی میں درس و تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ آپؒ نے ان کی قابلیت سے خوب استفادہ کیا۔ مفتی کفایت اللہؒ سے آپؒ نے بیضاوی، طحاوی شریف اور ہدایہ پڑھیں۔ دوران اسباق حضرت جیؒ اور مفتی کفایت اللہؒ کے درمیان خوب علمی مباحث ہوا کرتے۔ آپؒ نے اس علمی گفتگو کا ذکر کرتے ہوئے ایک بار فرمایا۔

''میں جب بھی سوال کرتا' مفتی کفایت اللہ' بہت توجہ سے سنتے۔ سوال ٹھوس ہوتا اور وہ فرماتے' آپ قانون باندھ کر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ قانون آپ نے کہاں سے سیکھا ہے؟''

مدرسہ امینیہ سے دورہ حدیث مکمل کرنے کے بعد یہاں سے جانے کو دل نہ چاہتا تھا۔ روانگی کے وقت انتہائی افسردگی کے عالم میں مدرسہ امینیہ کی دیوار پر اپنے دل کی حالت ان الفاظ میں تحریر فرمائی۔

ز دہلی بروں آمدم نادم<br>
کہ دہلی بہشت است و من آدم

(میں دہلی سے تاسف کے ساتھ واپس لوٹ رہا ہوں گویا دہلی بہشت ہے اور میں حضرت آدمؑ کی طرح یہاں سے رخصت ہو رہا ہوں۔)

لوحِ دیوار پر اظہار خیال کا یہ انداز مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ سے ایک طرح سے قدر مشترک رکھتا ہے۔ مولانا جامیؒ اپنے شاگردوں کے جلو میں حضرت عبیداللہ احرارؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہاں توقع کے خلاف شاہانہ کروفر نظر آیا۔ آئے تو حصول فیض کے لئے تھے لیکن ان کی ظاہری شان و شوکت دیکھ کر دل کو ٹھیس لگی۔ باہر نکلے اور مدرسے کی دیوار پر یہ مصرع لکھ دیا۔

نہ مرد است آنکس کہ دنیا دوست دارد

دوپہر کا وقت تھا اور سفر کی تھکاوٹ' لنگر سے کھانا کھایا اور قیلولہ کے لئے مسجد کے صحن میں لیٹ گئے۔ آنکھ لگی تو دیکھا کہ یوم حشر ہے اور انہیں مکئی کے ایک بھٹے کے حساب کی پاداش میں دوزخ کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ اسی اثنا میں عظمت و حشمت والے ایک سردار پر نگاہ پڑی' نوکر چاکر جن کے ساتھ ہیں اور ان میں سے ایک کے سر پر مکئی کے بھٹوں سے بھرا ٹوکرا ہے۔ انہوں نے فرمایا' ایک بھٹہ اسے بھی دے دو تا کہ اپنا حساب بیباک کر سکے۔ وہ سردار حضرت عبیداللہ احرارؒ تھے جو روزِ محشر کام آئے۔ آنکھ کھلی تو ظہر کی نماز تیار تھی۔ نماز کے بعد خواجہ احرارؒ باہر نکلنے لگے تو مولانا جامیؒ دیوار کے سامنے کھڑے ہو گئے تا کہ ان کے لکھے ہوئے مصرع پر نظر نہ

www.naqshbandiaowaisiah.com



پڑے۔ خواجہ احرارؒ کے اصرار پر سامنے سے ہٹے تو انہوں نے مصرع دیکھ کر فرمایا کہ شعر یوں مکمل کر دو۔

نہ مرد آنکس کہ دنیا دوست دارد
اگر دارد برائے دوست دارد

(وہ مرد نہیں جو دنیا کو عزیز رکھے اور اگر عزیز رکھے تو صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر)

کون جانتا تھا کہ دیوار پر شعر لکھنے کی اس قدر مشترک کے علاوہ مستقبل میں حضرت جیؒ کی ان ہستیوں سے ایک نسبت ایسی بھی قائم ہوگی کہ سلسلہ اویسیہ کے شجرہ میں ان کے اسمائے گرامی کے بعد آپؒ کا نام ہوگا۔

حضرت جیؒ کی طبیعت میں تحقیق و جستجو کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ مختلف اساتذہ سے تبادلہ خیال کرتے اور جب تک کسی مسئلہ کی تہہ تک نہ پہنچ جاتے' چین سے نہ بیٹھتے۔ حدیث جبریل کے بارے میں آپؒ نے فرمایا کہ تقریباً گھنٹہ دو گھنٹہ میں نے استادِ محترم کو آگے نہ بڑھنے دیا' جب تک کہ صحیح مفہوم سمجھ میں نہ آ گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ اساتذہ کا بے حد احترام کرتے اور طرز تکلم میں بحث و تمحیص کی بجائے ادب اور تلمیذانہ رنگ غالب رہتا۔

## سید انور شاہ کاشمیریؒ

محدثین کے بارے میں روایات ملتی ہیں کہ کسی ایک حدیث کی تلاش اور تحقیق میں ان حضرات گرامی نے ہزاروں میل سفر کیا۔ حضرت جیؒ کے ہاں بھی کچھ یہی صورت نظر آتی ہے۔ زمانہ طالب علمی کے آخر میں بعض دقیق مسائل کی تحقیق کے لئے آپؒ نے حضرت انور شاہ کاشمیریؒ کی خدمت میں حاضری دی' حضرت جیؒ ان کا ذکر انتہائی عقیدت و احترام سے کرتے اور اس ضمن میں اکثر شیخ ابوالحسن خرقانیؒ سے سلطان محمود غزنویؒ کی ملاقات کا بھی ذکر کرتے جس میں انہوں نے سلطان کے سامنے حضرت بایزید بسطامیؒ کا یہ قول ارشاد فرمایا تھا۔

"جس نے مجھے دیکھا بدبختی اس سے دور ہوگئی۔"

یعنی وہ کفر و شرک سے محفوظ ہوگیا۔

یہ قول سن کر سلطان نے اعتراض کیا کہ حضرت بایزید بسطامیؒ کا مرتبہ حضور ﷺ سے بلند کس طرح ہو سکتا ہے؟ جب کہ حضور ﷺ کو ابوجہل اور ابولہب جیسے منکرین نے دیکھا لیکن ان سے بدبختی دور نہ ہوئی۔ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کو خلفائے اربعہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سوا کسی نے دیکھا ہی نہیں جس کی دلیل یہ آیت ہے۔

وہ آپ ﷺ کی جانب نظر کرتے ہیں' دیکھ نہیں سکتے۔

یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد حضرت جیؒ فرمایا کرتے۔

"اگر روزِ محشر یہ سوال ہوا کہ کیا لائے ہو تو عرض کروں گا۔ بارالہا تیرے نیک بندے سید انور شاہ کاشمیریؒ کی زیارت کا موقعہ ملا' یہی ایک عمل تیرے حضور پیش کر سکتا ہوں۔"

حضرت جیؒ نے قریباً دس برس دشت علم کی راہ نوردی میں بسر کر دیئے۔ کسی ایک جگہ ٹھہرے نہ کسی ایک استاد پر قانع ہوئے۔ جو اسباق سالوں پہ محیط تھے ان کی تکمیل مہینوں میں فرمائی۔ آپؒ کی بے مثال ذہانت' غیر معمولی حافظہ' عمر عزیز کے دس برس کی محنت شاقہ اور اساتذہ میں حضرت انور شاہ کاشمیریؒ، مفتی کفایت اللہؒ اور مولانا خلیل احمد انبیٹھویؒ جیسی ہستیاں' اس بات سے آپؒ کے تبحر علمی کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ حضرت جیؒ کا مقصد تعلیم محض دستار بندی اور سند فراغت ہی نہیں' بلکہ تحصیل علم تھا جس کی کوئی انتہا نہیں۔ چنانچہ اساتذہ سے فراغت کے بعد بھی تحصیل علم کا سلسلہ عمر بھر جاری رکھا۔

## علم طب

اُس دور میں اکثر طلبا دینی علوم کی تکمیل کے بعد کچھ وقت علم طب کے حصول میں صرف کرتے تا کہ کسب معاش میں کسی کے دست نگر نہ ہوں اور درس و تدریس کا سلسلہ بغیر کسی لالچ اور معاوضہ کے محض رضائے الٰہی کے لئے جاری رکھ سکیں۔ ماضی کے بہت سے جید علما کے ہاں یہ قدر مشترک پائی جاتی تھی کہ وہ درس و تدریس سے فارغ ہو کر کچھ وقت طبابت بھی کرتے اور یہ مشغلہ ان کے گزران کا ذریعہ ہوا کرتا۔ مسلم سلاطین کی سوانح میں قرآن حکیم کی خطاطی اور ٹوپیاں سینے کے مشاغل کا تذکرہ ملتا ہے لیکن افسوس کہ اب یہ روایات معدوم ہو چکی ہیں۔ آج بھی اگر دینی تعلیم کے

www.naqshbandiaowaisiah.com



ساتھ ساتھ مدارس میں فنی تعلیم کا اضافہ کر دیا جائے تو نہ صرف دینی حلقوں کے وقار میں اضافہ ہوگا بلکہ ہر سال دینی مدارس سے فارغ التحصیل ہونے والے لاکھوں طلبا ملک کے انتہائی کارآمد شہری بن سکیں گے۔

حضرت جیؒ نے اسلاف کی اس روایت کے تحت دینی علوم کی تکمیل کے بعد علم طب کا مطالعہ شروع کیا اور صرف چھ ماہ کے عرصہ میں اس فن میں خوب مہارت حاصل کر لی۔ آپؒ نے دہلی میں قیام کے دوران حکیم اجمل خان سے بھی ملاقات کی اور ان سے تین شافی نسخے حاصل کئے۔ علمی شہرت کے ساتھ ساتھ علاقہ بھر میں آپؒ بطور حکیم حاذق بھی مشہور تھے لیکن بعد میں دینی مصروفیات میں بے پناہ اضافہ کے باعث طبابت جاری نہ رکھ سکے۔

حضرت جیؒ بعض اوقات احباب کے پیچیدہ امراض کی نہ صرف تشخیص فرماتے بلکہ علاج کے لئے نسخہ بھی تجویز کرتے۔ خود راقم کو دورانِ علالت آپؒ نے یرقان کا نسخہ تحریر کرایا۔ جس سے احباب آج تک استفادہ کر رہے ہیں۔ ایک اور موقع پر جب انتہائی جدید ٹیسٹوں کے باوجود مرض کی تشخیص نہ ہو پائی تو حضرت جیؒ کی خدمت میں حاضری دی۔ نبض دیکھنے کے لئے آپؒ فجر کا وقت موزوں خیال فرماتے چنانچہ نماز فجر کے بعد جائے نماز پر بیٹھے ہوئے نبض پر ہاتھ رکھا مرض کی تشخیص فرمائی اور آپؒ کے تجویز کردہ نسخے کے چند ہفتے استعمال کے بعد مکمل افاقہ ہوا۔ علاج کے ساتھ ساتھ حضرت جیؒ نے وظیفہ کی بھی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ اس وقت آپؒ نے ہدایت فرمائی کہ ہر نماز میں فرائض کے بعد اور دعا سے پہلے دائیں ہاتھ کو سر پہ رکھ کر سات مرتبہ یہ پڑھیں اللہ اللہ۔ اس عمل سے بھی الحمدللہ بہت احباب کو فائدہ ہوا۔

## درس وتدریس۔

ربی لا اشرک بہ شیاءً

۳۵-۱۹۳۴ء میں ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد حضرت جیؒ چکڑالہ واپس تشریف لائے تو اس وقت آپؒ کی عمر قریباً تیس سال تھی۔ والدہ ماجدہ کی خواہش کے مطابق آپؒ نے عقد ثانی کیا۔ موحرہ کو چشم اس زمانہ طالب علمی کے ساتھ حبیب خان کو معلوم ہوا کہ حضرت جیؒ تعلیم مکمل کرنے کے بعد چکڑالہ واپس آ گئے ہیں تو اس نے درخواست کی کہ آپؒ اس کے گاؤں چک ۲۶ جنوبی (بھلوال) میں درس وتدریس کے فرائض سرانجام دیں۔ حبیب خان کے اصرار پر حضرت جیؒ زوجہ محترمہ کے ہمراہ اس کے گاؤں منتقل ہو گئے۔ یہاں آپ کی رہائش کے لئے پردہ جگہ کا اہتمام کیا گیا۔ چک ۲۶ میں حضرت جیؒ کے قیام کا زمانہ ۳۶-۱۹۳۵ء ہے۔

حضرت جیؒ ڈلوال میں زمانہ طالب علمی کے دوران عوامی سطح پر متعارف ہو چکے تھے۔ اس علاقہ کے زمیندار ملک حاکم خان نے جس کی زمین چک نمبر ۱۳ (خانیوال) میں بھی تھی' حضرت جیؒ سے استدعا کی کہ آپؒ اس کے چک میں فروغ دین کی ذمہ داری قبول فرمائیں۔ حضرت جیؒ نے یہ استدعا قبول فرمائی اور اہلیہ کے ہمراہ خانیوال کے اس چک میں منتقل ہو گئے۔ یہاں آپؒ کی بڑی صاحبزادی غلام صغریٰ ۱۹۳۷ء میں پیدا ہوئی۔ ۱۹۳۹ء میں آپؒ کے بیٹے عبدالرؤف کی پیدائش ہوئی۔ ۴۲-۱۹۴۱ء میں زوجہ محترمہ کا انتقال ہوا تو چک نمبر ۱۳ (خانیوال) میں ہی ان کی تدفین کے بعد حضرت جیؒ واپس چکڑالہ تشریف لے آئے اور کمسن بچوں کی پرورش والدہ ماجدہ کے سپرد ہوئی۔

حضرت جیؒ چکڑالہ واپس آئے تو دیکھا کہ یہ جگہ باطل نظریات کا گڑھ بن چکی ہے۔ اگر کوئی عالم باہر سے آ کر حق بیان کرتا ہے تو اسے ڈرایا دھمکایا جاتا ہے۔ آپؒ ایک عالم ہی نہیں بلکہ مقامی زمیندار بھی تھے۔ چکڑالہ پہنچ تو باطل کے خلاف محاذ قائم کیا اور جامع مسجد المعروف "چنی مسجد" کو اپنا مرکز بنایا۔ یہاں آپؒ ظہر تک درس وتدریس میں مشغول رہتے۔ بقیہ نمازیں اپنے گھر سے متصل کچی مسجد میں ادا کرتے لیکن طلبا یہاں بھی حاضر ہو جاتے اور اس طرح سلسلہ تدریس نماز مغرب تک جاری رہتا۔ جمعۃ المبارک کا خطاب "چنی مسجد" میں فرماتے۔ باطل نظریات کی تردید میں آپؒ کا بیان انتہائی مدلل اور موثر ہوتا جو سیدھے سادھے لیکن بھٹکے ہوئے مسلمانوں کے لئے رہنمائی اور ہدایت کا ذریعہ بنتا۔

(جاری ہے)

www.naqshbandiaowaisiah.com



# سلسلہ وار..................

فرض کی بجاآوری اور مشن کی تکمیل میں جہاں نوردی کے دوران امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ
کی نگاہِ بصیرت نے کیا دیکھا؟ اچھوتے قلم نے کیسے بیان کیا؟..........

پیش خدمت ہے' سفرنامہ

## "غبار راہ"

**قسط نمبر 10**

فرمایا "جس روز اللہ کے دشمنوں کو آگ یعنی دوزخ کی طرف بلایا جائے گا تو بہت شور کر رہے ہوں گے۔"

شور سے مُراد کہ عذر، معذرت یا یہ شور کہ ہم نے تو یہ جرائم کئے ہی نہیں فرشتے کہاں لکھتے رہے یا اس طرح کی باتیں یہ سورۃ فصلت کی ۱۹، ۲۰، ۲۱ آیات ہیں کہ ان کے اعضا بدن کو بات کرنے کا حکم ارشاد فرمائیں گے چنانچہ خود اُن کے اعضا کان، آنکھ، جسم کی کھال تک سب اقرار جرم کریں گے اور تمام جرائم پہ گواہی دیں گے تو وہ حیرت سے کہیں گے، کمال ہے! تمہی کو آگ میں جلنا ہوگا۔ اس مصیبت سے تمہیں بچانے کے لئے تو ہم شور ڈال رہے تھے بھلا تم کس خوشی میں ہمارے خلاف گواہ بن گئے ہو؟ تو وہ کہیں گے کہ اس میں حیرت کی تو کوئی بات نہیں، جس اللہ نے ہر شے کو قوت گویائی دی تھی اُسی نے ہمیں بولنے کی اور بات کرنے کی طاقت بخش دی تو آخر زبان بھی تو گوشت ہی کا ایک ٹکڑا تھی جو اسے بولنے کی طاقت دینے پہ قادر تھا، اس نے ہمیں بھی بات کرنے کا حکم دیا ہے تو اب ہم غلط تھوڑی کہیں گے، نتیجہ خواہ کچھ ہو، ہمیں تو گویائی ہی اس بات کو صاف کرنے کے لئے ملی تھی اور اس میں حیرت کی بھی کوئی بات نہیں وہ ایسا قادر ہے جس نے تمہیں پہلی بار پیدا فرمایا تھا، تم کچھ بھی نہ تھے انسان بنا دیا، سماعت، بصارت، حسن، صورت، قد و قامت یہ سب کچھ تو اسی نے بنایا ہے، ایک بار پھر بنا دے گا اور تم اس کی بارگاہ میں حاضر کئے جاؤ گے۔

یہاں فلسفہ گناہ پہ ارشاد فرمایا کہ تمہیں یہ توقع ہی نہ تھی کہ ہاتھ پاؤں باتیں کرنے لگیں گے بلکہ اسلام کو صدق دل سے قبول نہ کر کے تو تم اس وہم میں رہے کہ شاید اللہ ہمارے اعمال سے واقف نہیں ہیں۔ یہی غلط فہمی تمہاری دو عالم کی تباہی کا باعث بن گیا۔ لہذا اسلام تعمیر معاشرہ کی بنیاد اس ایمان کو قرار دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے مومن کو ہر آن حضورِ الٰہی حاصل رہتا ہے۔ گھر ہو یا دفتر، مسجد ہو یا بازار کوئی دیکھ رہا ہو یا نہ مگر اللہ کریم ہر حال میں دیکھ رہا ہوتا ہے جس کی نافرمانی کرنا مومن کو گوارا نہیں ہوتا یا اگر بتقاضائے بشریت غلطی کر جائے تو فوراً توبہ کرتا ہے اس کی اصلاح کی کوشش کرتا ہے کہ حکومت سے، پولیس سے، معاشرے سے، انسان سے چھپ کر عمل کرنا ممکن ہے، مگر اللہ سے چھپنا ممکن نہیں۔ دوسرے انسانوں کی ناراضگی سے شاید کچھ نہ بگڑے مگر اللہ سے چھپنا ممکن نہیں ہے، دوسرے انسانوں کی ناراضگی سے شاید کچھ نہ بگڑے مگر اللہ سے دشمنی انسان کی دائمی تباہی کا سبب بن جاتی ہے۔ لہذا اسلام نے جہاں معاشرے کے تمام طبقوں کے حقوق میں ایک خوبصورت توازن رکھا ہے وہاں ان کی نگہداشت اور پابندی کے لئے حکومت کے ذمے بطور فریضہ لگا کر بس نہیں کر دیا بلکہ انسان کے تعلقات جو اپنے رب کے ساتھ ہیں ان کو بھی بنیاد قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود ہزار کمزوریوں کے مسلم ممالک میں روئے زمین کی بڑی بڑی حکومتوں کی نسبت امن ہے خصوصاً عرب ممالک جہاں کسی حد تک اسلامی حدود نافذ ہیں، امن مثالی ہے۔

اللہ کریم ہمیشہ یہاں امن ہی رکھے! آمین۔

آج دوپہر مسجد نبوی میں حاضری دی، دعائیں کیں، خطاؤں سے توبہ اور آئندہ بچنے کے لئے دعا کی۔ مسلم دنیا کے لئے اور مجاہدین اسلام کے لئے

www.naqshbandiaowaisiah.com



نیز اپنے ملک کے لئے دعائیں کیں کچھ گزارشات تھیں کچھ نوازشات ہوئیں۔ ایک پیغام صاحب مجاز حضرات کے لئے عطا ہوا۔ امید ہے ناظم اعلیٰ صاحب جو ہمراہ تھے۔ سب کو پہنچا دیں گے بہر حال یہ ایسی باتیں ہیں جن کا تعلق عمومی تحریر سے نہیں اور بعض اوقات لکھی بھی جا چکی ہیں۔

صبح زاہد امین صاحب ریاض گئے تھے کہ ہمارے کینیا کے لئے ویزے نہ تھے انہوں نے پچھلے پہر اطلاح دی ہے کہ ویزے لگ گئے ہیں یعنی ہم حسب پروگرام ۲ فروری کو نیروبی جا سکیں گے۔ انشاء اللہ!

۳۰ جنوری ۱۹۸۹ء

آج مدینہ منورہ میں قیام کا آخری دن ہے کل دوپہر یہاں سے روانگی ہے۔ انشاءاللہ کل شام جدہ میں ہوں گے۔

آج صبح اُحد میں مزارات شہدا پر حاضر ہوئے' جبل اُحد کا نظارہ نظر نواز ہوا۔ پھر مسجد قبلتین پہنچے' موٹر ہی میں بیٹھ کر دعا کی اور مسجد قبا حاضر ہوئے۔ دوگانہ ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ واپسی پر جنت البقیع کے ساتھ ساتھ گزرتے ہوئے فاتحہ پڑھی کہ دروازے بند تھے اندر جانے کی اجازت نہ تھی اور زاہد صاحب آج واپس چلے گئے ہیں شام دیر سے جدہ پہنچیں گے ہم کل ہوائی جہاز سے جا رہے ہیں۔ اب بعد عصر بجے تو مسجد نبوی چلے گئے ہیں۔ چند حروف لکھنے بیٹھ گیا ہوں جو صبح کے درس کے بارے ذہن میں موجود ہیں۔

آج کے بیان میں سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۱۲۷ کی تلاوت کی جس کا مفہوم اس طرح سے ہے کہ

"تحقیق تمہارے پاس اللہ کا رسول ﷺ تشریف لا چکا جو تم میں سے ہے اور تمہیں دکھ پہنچے تو بڑی شدت سے محسوس فرماتا ہے۔ نیز اے انسانو! تمہارے لئے تو حرص کی حد تک تمنا رکھتا ہے اور مومنین کے لئے رؤف ورحیم ہے۔

یہاں سب سے پہلے تو پوری انسانیت کو اس بات کی طرف متوجہ فرمایا کہ کسی نئے واقعہ کے رونما ہونے کا انتظار نہ کریں کہ اچانک کچھ ظہور پذیر ہوگا اور تم میں مثبت تبدیلی ہو جائے گی کہ عموماً انسانی مزاج تبدیلی کے لئے یا سوچ کے دھارے بدلنے کے لئے کسی نہ کسی واقعے کا منتظر رہتا ہے۔

فرمایا' وہ بہت بڑا واقعہ ہو چکا' اتنا بڑا کہ پوری انسانی تاریخ میں ایک ہی بار ظہور پذیر ہوا۔ نہ پہلے ایسا ہوا تھا نہ بعد میں ایسا ہوگا اور وہ ہے رسول اللہ کی بعثت جس کا ایک انفرادی پہلو یہ ہے کہ پہلے بھی انبیاء مبعوث ہوتے رہے مگر خاص اقوام کے لئے اور خاص اوقات کے لئے یہ ایک ہی بار ہوا کہ ساری انسانیت کے لئے ایک رسول ﷺ مبعوث ہوا اور ہمیشہ کے لئے ہوا پھر کسی اور کی بعثت کی ضرورت ہی باقی نہ رہی۔ یہ اتنا عظیم واقعہ ہے کہ کبھی دہرایا نہ جائے گا۔ لہٰذا اب باری تمہاری ہے کہ آگے بڑھو اور اپنے دامن برکات سے بھر لو۔ یہ اتنی بڑی ہستی' جس میں اس قدر برکات اور سامان ہدایت موجود ہے کہ ساری انسانیت کے لئے بس ہے کسی اور جنس سے نہیں کہ تمہیں استفادہ کرنا مشکل ہو۔ غیر جنس سے استفادہ واقعی مشکل ہے مگر اپنی ساری انفرادیت کے باوجود' اپنی ساری عظمتوں اور منازل قرب اور جمال بے مثال کے باوجود' اللہ کا رسول تم ہی میں سے ہے۔ یہ شرف انسانیت ہے اور باعث خیر بشر ہے۔ دو باتیں تو ہوگئیں مگر کیا انسانوں کو برداشت بھی فرمالیں گے' کہ طالب اصلاح جو جائیں گے تو بیشتر اللہ سے ناآشنا' کفر وشرک میں لتھڑے ہوئے اور صدیوں کے نسلاً بعد نسل بھٹکے ہوئے ہوں گے کیا ایسے لوگوں کے لئے وہاں کوئی گنجائش ہوگی؟

فرمایا' وہ دو جہاں سے بے نیاز اور صرف خالق دو جہاں کا طالب' اے انسانو! تمہارے معاملے میں تو حریص ہے یعنی تمہیں ہدایت پہ لانے کے لئے لالچ اور حرص کی حد تک چلا گیا ہے تم قریب جا کر تو دیکھو' بھلا اس کے کرم کا تماشا تو کرو۔ ایک بات اور کہ یہ لوگ تو عذر رکھتے تھے اسلام وایمان سے واقف نہ تھے' گناہ آلود زندگی لے کر گئے تو کیا حرج ہے کہ گناہ وثواب تو ایمان کے بعد کی بات ہے۔ پہلے تو دعوت ایمان لانے کے لئے جو انہوں نے قبول کر لی' مگر کچھ غریب ایسے بھی ہیں جو ہیں تو مسلمان اور مومن۔ ایمان تو رکھتے تھے مگر گناہ سے باز نہ رہ سکے اور یوں اپنا دامن سیاہ کر لیا' کوئی گنجائش اُن کے لئے بھی ہے؟ فرمایا' مومنوں کے لئے تو رؤف بھی ہے رحیم بھی ہے۔ درگزر کرنے والا بھی ہے' شفقتیں

www.naqshbandiaowaisiah.com



لٹانے والا بھی۔

رافت کو سمجھنے کے لئے آپ ایک والد کو دیکھیں اگر اس کا بچہ بہت بگڑ جائے' معاشرہ اسے رد کر دے' دوست احباب بُرا جانیں' اہل خاندان ٹھکرا دیں پولیس پیچھے پھرتی ہو۔ مگر والد کے دل میں اُس کے لئے ایک نرم گوشہ ضرور موجود ہوگا اور پھر کہہ اٹھے گا۔ بیچارے کو معاف کر دو' آئندہ سنبھل جائے گا۔

یہ رافت کی ادنیٰ سی صورت ہے جبکہ اس کا کمال دیکھنا ہو تو شفقت نبوی ﷺ کو مومن کے حق میں دیکھنا چاہئے۔ اللہ کریم تمام مسلمانوں اور ہم سب کو بھی ان نعمتوں سے نوازیں۔

ایک بات جو یہاں بین السطور میں عموماً رہ جاتی ہے اور مقرر بھی محاسن وفضائل کی لذتوں سے سرشار گزر جاتا ہے کچھ یہی حال مفسرین کرام کا بھی ہوتا ہے وہ بات یہ ہے کہ رحمت کا اس قدر بحر بیکراں آوازیں دے رہا ہے پھر بھی جس نے پرواہ نہ کی اور پیاسا منہ لے کر خالی ہاتھ میدان حشر میں پہنچا۔ اس کے پاس کوئی دلیل کوئی جواز نہیں ہوگا کہ وہ کیوں خالی رہا اور یہ بہت بڑی بات ہے۔ اللہ کریم ہم سب کو کامل استفادہ نصیب فرمائے!

۲ فروری ۱۹۸۹ء

دو دن کچھ نہیں لکھ سکا' ۳۱ جنوری کو درس تو نہ ہوا تھا کہ سڑک کے راستے جانے والے لوگوں نے نماز کے فوراً بعد روانہ ہونا تھا۔ لہذا وہ ناشتہ کر کے نکل کھڑے ہوئے ہم نے بھی سامان بند کیا اور کاروں پہ ہی جدہ روانہ کر دیا کہ ایئرپورٹ پر لے جانے اور پھر لانے کی مصیبت نہ ہوگی' لہذا درس تو نہ ہو سکا' البتہ سلام کے لئے حاضری دی۔ ریاض الجنتہ میں تلاوت کی۔ نوافل ادا کئے' کچھ گزارشات اور دعائیں کیں۔ بحمد اللہ! یوں دوپہر فارغ ہو کر کھانا کھایا اور ظہر ادا کرتے ہی ایئرپورٹ چلے گئے۔ اب مدینہ منورہ سے رخصت کی کیفیات تو صرف محسوس کرنے کی چیزیں ہیں کوئی کیا لکھ سکتا ہے۔

بہر حال عصر جدہ میں پڑھی اور کھانا کھانے چلے گئے۔ یہاں ایک علیحدہ محلّہ ہے جسے بہت بڑی چار دیواری نے گھیر رکھا ہے' باقاعدہ گیٹ اور سیکیورٹی ہے جہاں سے صرف اور صرف وہاں کے لوگ گزر سکتے ہیں یا پھر اجازت لے کر' ان کے مہمان اسے ''شربتلی ولیج'' کہتے ہیں۔ جس کی رہائش بہت مہنگی ہے' مثلاً جہاں ہم گئے سنا ہے اس ایک مکان کا کرایہ اسی ہزار سعودی ریال سالانہ ہے' یہ نام کا گاؤں کیا ہے' سرزمین عرب پر اور شہر جدہ میں امریکہ کی بستی ہے سب کچھ وہی ہے اور اکثر لوگ بھی امریکن اور یورپین ہیں جو یہاں عرب کی کمپنیوں میں بڑے بڑے افسر ہیں۔ وہی بود و باش' وہی لباس' وہی سوئمنگ پول وغیرہ' سب خرافات موجود ہیں' ہاں! دیوار سے باہر وہ انسانوں کی طرح رہنے کے پابند ہیں اور دیوار کے اندر غیر متعلقہ آدمی کو داخلے کی اجازت نہیں۔

بہر حال عرصہ ہوا یہاں آتے مگر یہ کونہ پہلی بار دیکھا۔ پینتیس کے قریب ساتھی تھے' سب کا کھانا ہمارے ساتھ تھا۔ بحمد اللہ! مغرب کے بعد کا ذکر بھی وہیں ہوا۔ اور یوں پہلی بار اس علاقے میں بھی ذکر الٰہی کی محفل سجی۔ رات کافی دیر سے گھر پہنچے' ساتھی بھی اپنے ٹھکانے پر پہنچے۔

یکم فروری یعنی کل صبح درس ہوا۔ سحری کا ذکر احباب کے ساتھ جا کر کیا اور نماز کے بعد درس قرآن سورہ رعد کی آیات ۲۶ تا ۲۹ تلاوت کیں مفہوم یہ ہے۔

''اللہ جس کے چاہیں' رزق میں فراخی پیدا کر دیتے ہیں اور جب چاہیں تنگی' لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی ضرورتوں میں الجھے رہتے ہیں۔ حالانکہ یہ سب آخرت کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں کافر کہتے ہیں' اُن پر کوئی خاص نشانی ان کے رب کی طرف سے کیوں نازل نہیں ہوتی۔ آپ ان سے کہیے کہ اللہ جسے چاہیں گمراہ کر دیتے ہیں کہ ہدایت تو ان کو نصیب ہوتی ہے جن کے دل میں انابت پیدا ہوا ایسے لوگ جنہیں ایمان نصیب ہوتا ہے اور ان کا دل صرف یاد الٰہی سے قرار پکڑتا ہے اور سنو! دلوں کا قرار صرف اللہ کی یاد ہے۔ ایسے لوگ جو ایمان لائیں اور اچھے کام کریں' اُن کے لئے حُسن انجام کی مبارک ہو''۔

(جاری ہے۔)

☆☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

# بذریعہ خط تعویذ
# بھجوانے کا سلسلہ بند

شیخ المکرّم مدظلہ اپنے نام آنے والی تمام ڈاک خود دیکھتے ہیں۔اس سے پہلے یہ سہولت میسر تھی کہ خط لکھ کر تعویذ منگوائے جا سکتے تھے۔بے شمار لوگوں نے اس آسان طریقہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تعویذ حاصل کیے لیکن اب بذریعہ خط تعویذ بھجوانے کا سلسلہ بند کردیا گیا ہے کیونکہ تعویز حاصل کرنے کے خواہش منداحباب کی ڈاک بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے شیخ المکرّم کی بے پناہ مصروفیات کے باعث یہ ممکن نہیں رہا تھا۔اس لئے احباب کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اب کسی بھی شخص کو بذریعہ خط تعویذ نہیں بھیجا جائے گا۔البتہ دارالعرفان منارہ تشریف لا کر تعویذ حاصل کیے جا سکتے ہیں۔جو شخص کسی وجہ سے خود آنے سے قاصر ہو وہ اپنے کسی عزیز یا ملازم وغیرہ کو دارالعرفان منارہ بھیج کر تعویذ حاصل کرسکتا ہے۔

میں تعویزوں کے خلاف نہیں ہوں لیکن میں اس بات کے خلاف ہوں کہ خدا کو بھول کہ مخلوق پر بھروسہ کر لیا جائے۔تعویزوں کو بھی اس حد تک رکھیں جس حد تک آپ میڈیکل سائنس سے مدد لیتے ہیں۔تعویذ والے طبقوں کا اب ہمارے ہاں حال یہ ہے کہ ایک طبقے نے شرک قرار دے دیا ہے' یہ ایک انتہا ہے۔دوسری انتہا یہ ہے کہ لوگ علاج کے شرعی' طبی اور فطری طریقے چھوڑ کر نرے کاغذ کے ٹکڑے کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔آپ علاج کے لئے تعویذ ضرور لیں لیکن علاج کا جو طریقہ قدرت نے بنا دیا ہے وہ بھی ساتھ کریں۔سر میں درد ہو تو سر کاٹنا اس کا علاج نہیں ہوتا اگر لوگ تعویذ کے موجودہ طریقوں سے گمراہ ہو رہے ہیں تو اس گمراہی کو روکنا چاہئے اس طریقہ کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔

(امیر مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ)